﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 13 | جمعۃ المبارک 22؍ستمبر 2006ء | 29؍شعبان 1427 ہجری قمری ❁ 22؍تبوک 1385 ہجری شمسی | شمارہ 38

مرنے والوں کی خوبیاں یاد کیا کرو

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اپنے مرنے والوں کی خوبیاں یاد کیا کرو اور ان کی کمزوریوں کا ذکر نہ کرو۔

(جامع ترمذی کتاب الجنائز۔ باب آخر۔ حدیث نمبر 940)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اُمّتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی سچی پیروی کے ذریعہ سے نور حاصل کرتا ہے۔

سچی معرفت بغیر مخاطبات الٰہیہ کے حاصل نہیں ہوسکتی

ہمارے دو کام ہیں۔ اوّل یہ کہ اعتقاد میں نصوص کے برخلاف جو غلطیاں پڑ گئی ہیں وہ نکالی جاویں۔ دوم یہ کہ لوگوں کی عملی حالتیں درست کی جائیں اور صحابہؓ کے مطابق ان کو تقویٰ اور طہارت حاصل ہو جائے۔

فرمایا: ”آنے والے کے متعلق تو یہ لکھا ہے کہ وہ اُمّتی ہوگا۔ اُمّتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی سچی پیروی کے ذریعہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ لیکن وہ جو پہلے ہی نُوربصیرت پا کر نبوّت کے درجہ تک پہنچ چکا ہے وہ اب اُمّتی کس طرح بنے گا؟ کیا پہلے تمام کمالات حاصل کردہ سے وہ بےنصیب کر دیا جاوے گا؟ ہاں ہم اُمّتی ہیں جن کو سب کچھ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے ملا ہے اور تمام معرفت وہیں سے حاصل ہوئی ہے۔

اتنے میں وہ مولوی صاحب تو گھبرا کر اٹھ گئے اور ان کے ساتھی گالیاں دیتے گئے اور ایک اور طالب علم آگے بڑھا۔

طالبعلم: آپ کا مرتبہ کیا ہے۔ اس کی تعبیر نبوّت سے ہوگی یا کسی اور لفظ سے؟ **حضرت اقدس:** جس کے ساتھ خدا تعالیٰ مکالمہ اور مخاطبہ کرتا ہے، وہ نبی ہے۔ نبی کے معنے ہیں خدا تعالیٰ سے خبر پا کر بتلانے والا۔ ہاں نبوّتِ شریعت ختم ہو چکی ہے۔ سچی معرفت بغیر مخاطبات الٰہیہ کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ بات اس اُمّت کو حاصل نہیں تو خیرِ اُمّت کس طرح سے بن گئی؟ اللہ تعالیٰ نے مخاطبات کا دروازہ بند نہیں کیا، ورنہ نجات کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہتا۔

طالبعلم: تو آپ کو وحی ہوتی ہے؟ وحی تو صرف انبیاء کو ہوتی ہے۔ **حضرت اقدس:** خدا تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ موسیٰؑ کی ماں کو بھی وحی ہوئی۔ کیا یہ اُمّت عورتوں سے بھی بدتر ہوگئی؟ اس سے تو عارف کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ کیا ہمارے واسطے تمام دروازے بند ہو گئے ہیں؟ دنیا دار کو آگے قدم رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس اُمّت کو خدا تعالیٰ ادھورا رکھنا نہیں چاہتا۔ مَیں قبول نہیں کر سکتا کہ پہلی اُمّتوں نے اس قدر برکات حاصل کیں اور یہ اُمّت بالکل محروم رکھی گئی۔

طالبعلم: پھر یہ مرتبہ تو ولی کا ہوا۔ **حضرت اقدس:** ہم کب کہتے ہیں کہ ہمارا مرتبہ وہ ہے جو آنحضرت ﷺ کا تھا۔ مگر تم نہیں جانتے۔ ولی کا مرتبہ کم نہیں ہوتا بلکہ بعض کے نزدیک تو ولایت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ولایت، محبت، قرب اور معرفت کا ذریعہ ہے اور نبوت ایک عہدہ ہے۔ یہود کا تو یہ مذہب ہے کہ حضرت ابراہیم ولی تھے اور تمام انبیاء سے بڑھ کر تھے۔ ہم تو آنحضرت ﷺ سے باہر ایک قدم بھی رکھنا کفر سمجھتے ہیں۔ ہم کو الہام ہوا ہے كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ ہم اس دائرہ سے باہر نہیں جاتے۔ آنحضرت ﷺ کی پیروی سے باہر جانا تو کفر ہے۔ لوگ محجوب ہونے کے سبب وحی کے لفظ سے گھبراتے ہیں ورنہ وہاں تو لکھا ہے کہ مکھّی کو بھی وحی ہوئی۔ بلکہ شیخ عبدالقادرؒ نے لکھا ہے کہ جس کو کبھی بھی وحی نہیں ہوئی خوف ہے کہ اس کا خاتمہ بُرا ہوگا۔ معرفتِ تامّہ بجز مکالمہ مخاطبہ کے حاصل نہیں ہوسکتی۔

طالبعلم: وحی کس طرح سے ہوتی ہے؟ **حضرت اقدس:** کئی طریق ہیں۔ بعض دفعہ دل میں ایک گونج پیدا ہوتی ہے کوئی آواز نہیں آتی۔ پھر اس کے ساتھ ایک شگفتگی پیدا ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ تیزی اور شوکت کے ساتھ ایک لذیذ کلام زبان پر جاری ہوتا ہے جو کسی فکر، تدبّر اور وہم وخیال کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کے نشانات ہزاروں ہیں۔ اگر کوئی چاہے تو اب بھی کم از کم چالیس روز ہمارے پاس رہے اور نشان دیکھ لے۔ صادق اور کاذب میں خدا تعالیٰ فرق کر دیتا ہے۔

آج سے پچیس سال پہلے خداوند تعالیٰ نے مجھے وعدہ دیا تھا کہ تیرے پاس ہر جگہ سے لوگ آئیں گے اور تحفہ تحائف بھی لائیں گے۔ یہ ایسے وقت کا الہام ہے کہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ تھا۔ اب تم اس کی نظیر پیش کرو کہ کیا کوئی آدمی اتنا لمبا افترا کر کے ایسی بڑی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اور ایک بات نہیں۔ اگر ہمارے پاس آئیں اور کچھ مدّت قیام رکھیں تو آپ کو معلوم ہو۔ اصل میں تمام مشکلات عدمِ معرفت کے باعث ہوئی ہیں ورنہ حضرت ابوبکرؓ نے کونسا معجزہ مانگا تھا۔

طالبعلم: اُمّت کے علماء بھی انبیاء کی مانند ہیں جو آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔ **حضرت اقدس:** مَیں ان لوگوں کو علماء میں شامل نہیں سمجھتا جن کی زبان پر کچھ اَور ہے اور اعمال کچھ اَور ہی ہیں۔ منبر پر چڑھ کر کچھ کہتے ہیں اور گھر میں جا کر اَور بیان کرتے ہیں۔ علماء اُمّت وہ ہیں جو مذہب کی تاکید کرتے ہیں۔

طالبعلم: کیا آپ مستقل نبی ہیں؟ **حضرت اقدس:** میرے متعلق ایسا کہنا ایک تہمت ہوگی۔ مَیں اس کو کفر سمجھتا ہوں کہ کوئی مستقل نبی ہونے کا دعویٰ کرے۔

طالبعلم: معجزہ تو نبی کا ہوتا ہے۔ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ مَیں معجزہ دکھاتا ہوں؟ **حضرت اقدس:** ہمارے معجزات سب آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں۔ ہمارا اپنا کچھ نہیں۔ سب کاروبار آنحضرت ﷺ کا ہی چلا آتا ہے۔ دین انحطاط پر تھا۔ ہم نے سعی کی۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔ ورنہ یہ سلسلہ خود بخود ہی تباہ ہو جائے گا۔

ہمارے دو کام ہیں۔ اوّل یہ کہ اعتقاد میں نصوص کے برخلاف جو غلطیاں پڑ گئی ہیں وہ نکالی جاویں۔ دوم یہ کہ لوگوں کی عملی حالتیں درست کی جائیں اور صحابہؓ کے مطابق ان کو تقویٰ اور طہارت حاصل ہو جائے“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 512-515 جدید ایڈیشن)

تہجد - رمضان کی اصل برکت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

"حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے رمضان مبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینے میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص کی خاطر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

تو ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی پیدائش کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔ اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان سے گزر جائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہوگی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دُھل جائیں گے۔

ایک دوسری حدیث بخاری کتاب الصوم سے لی گئی ہے باب من فضل من قام رمضان۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

ان دونوں حدیثوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ پہلی حدیث میں عبادت کا عمومی ذکر تھا جو اخلاص کے ساتھ ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے عبادت کرتا اس کی گویا کہ ازسرِ نو روحانی پیدائش ہوتی ہے۔ یہاں تہجد کی نماز کا خصوصیت سے ذکر فرمایا گیا ہے جو رمضان کی راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

پس رمضان خصوصیت کے ساتھ تہجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یعنی تہجد کی نمازیں کہنا چاہئے خصوصیت سے رمضان سے تعلق رکھتی ہیں اگرچہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور اس پہلو سے وہ سب جو روزے رکھتے ہیں ان کے لئے تہجد میں داخل ہونے کا ایک راستہ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اگر عام دنوں میں تہجد پڑھنے کی کوشش کی جائے تو ہو سکتا ہے بعض طبیعتوں پر گراں گزرے مگر رمضان میں جب اٹھنا ہی اٹھنا ہے تو روحانی غذا بھی کیوں انسان ساتھ شامل نہ کر لے۔ اس لئے اسے اپنا ایک دستور بنالیں اور بچوں کو بھی ہمیشہ تاکید کریں کہ اگر وہ سحری کی خاطر اٹھتے ہیں تو ساتھ دو نفل بھی پڑھ لیا کریں اور اگر روزے رکھنے کی عمر کو پہنچ گئے ہیں پھر تو ان کو ضرور نوافل کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ یہ درست نہیں کہ اٹھیں اور آنکھیں ملتے ہوئے سیدھا کھانے کی میز پر آجائیں یہ رمضان کی روح کے منافی ہے۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اصل برکت تہجد کی نماز سے حاصل کی جاتی ہے۔ اور امید ہے کہ اس کو اب رواج دیا جائے گا بچوں میں بھی اور بڑوں میں بھی۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے قادیان میں جو بچپن ہم نے گزارا اس میں تو یہ تصور ہی نہیں تھا کہ کوئی شخص تہجد کے بغیر سحری کھانا شروع کر دے۔ ناممکن تھا۔ بڑا ہو یا چھوٹا ہو وقت سے پہلے اٹھتا تھا اور توفیق ملتی تھی تو تہجد کے علاوہ قرآن کریم کی تلاوت بھی پہلے کرتا تھا پھر آخر پر سحری کے لئے وقت نکالا جاتا تھا اور سحری کے وقت تہجد اور تلاوت کے وقت کے مقابل پر ہمیشہ بہت تھوڑا سا رہتا تھا۔ بعض دفعہ جلدی جلدی کر کے ان کو کھانا کھانا پڑتا تھا کیونکہ اگر دیر میں آنکھ کھلی ہے تو کھانے کا حصہ نکالتے تھے تہجد کے لئے، تہجد کا حصہ نکال کر کھانے کو نہیں دیا جاتا تھا۔ پس یہی وہ اعلیٰ رواج ہے جسے اس زمانہ بھی رائج کرنا چاہئے اور اس پر قائم رہنا چاہئے۔

مسند احمد بن حنبل میں سے یہ حدیث ہے، بحوالہ فتح الربانی۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور ان کو پورا کیا اور جو رمضان کے دوران اُن تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہئے تھا یعنی جس نے ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھا تو ایسے روزے دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

پس وہ دیگر شرائط جو تہجد کی نماز یا عبادت ادا کرنے کے علاوہ لازم ہیں وہ یہ ہیں کہ تقاضوں کو پورا کیا جائے اور تقاضے پورے کرنے میں اہم بات یہ ہے کہ وہ ان تمام باتوں سے محفوظ رہے جن کے متعلق قرآن کریم میں یا احادیث میں ذکر ملتا ہے کہ خصوصیت سے رمضان کے مہینے میں ان سے پرہیز کیا جائے اور ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے۔ ایسا روزے دار اگر رمضان کے مہینہ روزہ رکھتے ہوئے گزار دے تو اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/جنوری ۱۹۹۶ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل جلد ۳ شمارہ ۱۱۔ ۱۵/مارچ ۱۹۹۶ء)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

تیری رحمتوں کا مالک! مجھے چاہئے سہارا

ہوئی سجدہ ریز مَیں تو زمیں نے دی دہائی — کہ مَرا خراب کر دی تو بہ سجدۂ ریائی
مجھے گود میں اٹھایا، مجھے سینے سے لگایا — مرے کام آگئی ہے یہ مری شکستہ پائی
تجھے کیا خبر ہے زاہد! اسے کیا پسند آیا؟ — مری حالتِ ندامت! ترا فخرِ پارسائی
یہ تری صلوٰۃ وسُبحہ نہ جچی کسی نظر میں — تجھے کر رہا ہے رسوا ترا شوقِ خود نمائی
تری محفلوں کا واعظ! وہی رنگ ہے پرانا — وہی تیری کم نگاہی، وہی تیری کج ادائی
نہ یہاں ہی پوچھ تیری، نہ وہاں مقام تیرا — نہ خدائی معترف ہے، نہ خُدا سے آشنائی

یہ حیات وموت کیا ہے، یہی گردشِ زمانہ — یہی عارضی سی قُربت، یہی عارضی جُدائی
اسے کاش نہ خبر ہو کہ مآلِ زیست کیا ہے — بڑے شوق و آرزو سے جو کلی ہے مسکرائی
تیری رحمتوں کا مالک، مجھے چاہئے سہارا — ہے یہ وقت کسمپُرسی ہے یہ دورِ نارسائی
یہ مکین پستیوں کے بڑا ناز کر رہے ہیں — مرے مہرباں! دکھا دے ذرا شانِ کبریائی
تیری غیرتوں کا طالب، تری نعمتوں کا عادی — ترے سامنے پڑا ہے مرا کاسۂ گدائی
جو دیا ترا کرم ہے نہیں مجھ میں بات کوئی — نہ طریق خوش کلامی، نہ ادائے دلرُبائی

ہیں ترے حضور حاضر یہ ندامتوں کے تحفے
میری زندگی کا حاصل، مری عُمر کی کمائی

(صاحبزادی امتہ القدوس بیگم)

الحمدللہ! نظارت نشر و اشاعت قادیان کو گزشتہ سال میں بہت سی نئی کتب شائع کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(1) سادہ قرآن کریم ناظرہ (بڑا سائز)
(2) قرآن کریم ناظرہ (چھوٹا سائز)۔
(3) تفسیر صغیر
(4) صحیح بخاری مع شرح جلد اول و دوم (از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ)
(5) حدیقۃ الصالحین
(6) تفسیر حضرت مسیح موعودؑ (تین جلدیں)
(7) حقائق الفرقان (نوٹس درس حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ)
(8) تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ (مکمل سیٹ)
(9) تعلیم فہم قرآن (مرتبہ: مرزا حنیف احمد صاحب)
(10) گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
(11) رسالہ الوصیت
(12) تذکرۃ الشہادتین۔
(13) کشتیٔ نوح
(14) فتح اسلام
(15) ضرورۃ الامام
(16) اسلامی اصول کی فلاسفی
(17) مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریرات کی رُو سے۔ (مرتبہ سید میر داؤد احمد صاحب)۔
(18) حیات نور
(19) خطبات نور
(20) مشعل راہ جلد اوّل
(21) نظامِ نَو
(22) سیر روحانی
(23) انوار العلوم جلد اوّل
(24) خطبات مسرور جلد اوّل، دوم، سوم
(25) حیات قدسی
(26) فقہ احمدیہ (ہر دو حصّہ)
(27) سوانح فضل عمرؓ (جلد اوّل تا پنجم)
(28) ختم نبوت کی حقیقت
(29) سیرت خاتم النبینﷺ
(30) درّثمین (بڑی تقطیع، رنگین صفحات)
(31) کلام محمود (بڑی تقطیع، رنگین صفحات)
(32) کلام طاہر (بڑی تقطیع، رنگین صفحات)

جو جماعتیں اور مشن یہ کتب خرید کرنا چاہتے ہوں وہ درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں:

ناظر نشر و اشاعت، صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ محلّہ احمدیہ بمقام وڈاکخانہ قادیان۔ پوسٹ کوڈ 143516 قادیان ضلع گورداسپور۔ صوبہ پنجاب۔ انڈیا۔

Tel: 00-91-11872 222870 Fax: 00-91-11872 220749

تہجد کے لئے اٹھنے کے تیرہ طریق

(بیان فرمودہ : حضرت مصلح موعودؓ)

حضرت مصلح موعودؓ اپنی تقریر ''ذکر الٰہی'' میں فرماتے ہیں:

''سوال یہ ہے کہ تہجد پڑھنی تو ضرور چاہئے مگر رات کو اٹھیں کیونکر؟ اس کا ایک ادنیٰ طریق مَیں پہلے بتاتا ہوں۔ اگرچہ اس میں نقصان بھی ہے مگر فائدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آج کل الارم والی گھڑیاں مل سکتی ہیں ان کے ذریعہ انسان جاگ سکتا ہے۔ مگر میرا تجربہ ہے کہ یہ کوئی ایسا مفید طریق نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کو بھروسہ ہو جاتا ہے کہ وہ مجھے وقت پر جگا دے گی اس لئے رات کو اٹھنے کی نیکی کی طرف جو توجہ اور خیال ہونا چاہئے وہ اس کو نہیں ہوتا۔ اگر اسے اٹھنے کا خیال ہوتا اور اسی خیال میں ہی اس کی آنکھ لگ جاتی تو گویا وہ ساری رات ہی عبادت کرتا رہتا۔

اس کے علاوہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر اٹھنے کو جی نہ چاہے تو انسان بجتے بجتے الارم کو بند کر دیتا ہے۔ لیکن اگر نیت اور ارادہ سے سوئے گا تو وقت پر ضرور اٹھ کھڑا ہوگا۔

پھر ایسے لوگ جو گھڑی کے ذریعہ اٹھتے ہیں وہ اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ نماز میں نیند آتی ہے۔ اس کی بھی وجہ یہی ہے کہ وہ گھڑی سے اٹھتے ہیں نہ کہ اپنے طور پر۔ اس لئے یہ طریق کوئی مفید نہیں ہے۔ ہاں ابتدائی حالت کے لئے یا کسی خاص ضرورت کے وقت مفید ہوتا ہے۔

میرے نزدیک وہ طریق جن سے رات کو اٹھنے سے مدد مل سکتی ہے تیرہ (13) ہیں۔ اگر کوئی شخص ان پر عمل کرے تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ضرور کامیابی ہوگی۔ شروع میں تو ہر کام میں مشکلات ہوتی ہیں مگر آخر کار ضرور ان میں کامیابی ہوگی۔ یہ سب باتیں جو مَیں بیان کروں گا وہ قرآن وحدیث سے ہی اخذ کی ہوئی بیان کروں گا نہ کہ اپنی طرف سے۔ مگر یہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر خاص فضل ہے کہ یہ باتیں مجھ پر ہی کھولی گئی ہیں۔ اور اَوروں سے پوشیدہ رہی ہیں۔ اگر وقت تنگ نہ ہوتا تو مَیں قرآن کریم کی وہ آیات اور حدیثیں بھی بیان کر دیتا جن سے مَیں نے اخذ کی ہیں مگر اب صرف نتائج ہی بیان کروں گا۔

پہلا طریق

پہلا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نیچر میں قاعدہ رکھا ہے کہ جس وقت میں کوئی چیز پیدا ہوئی ہے وہی وقت جب دوسری دفعہ آئے تو اس چیز میں پھر جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی مثالیں کثرت سے مل سکتی ہیں۔ مثلاً انسان کو جو بیماری بچپن میں ہو وہی بیماری بڑھاپے میں جبکہ بچپن کی سی حالت ہو جاتی ہے عود کر آتی ہے۔ یہی بات درختوں اور پرندوں میں پائی جاتی ہے۔ اس قاعدہ سے رات کو اٹھنے میں مدد مل سکتی ہے کہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد کچھ عرصہ ذکر الٰہی کرلے۔ اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ جتنا عرصہ وہ ذکر کرے گا صبح اتنا ہی قبل اس کی آنکھ ذکر کرنے کے لئے کھل جائے گی۔

دوسرا طریق

دوسرا طریق یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد کسی سے کلام نہ کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد کلام کرنے سے روکا ہے۔ گو یہ بھی ثابت ہے کہ بعض دفعہ آپؐ کلام کرتے رہے ہیں۔ مگر عام طور پر آپ نے منع فرمایا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ اگر عشاء کی نماز کے بعد باتیں شروع کر دی جائیں تو انسان زیادہ جاگے گا اور صبح کو دیر کر کے اٹھے گا۔ اور دوسرے یہ کہ اگر وہ باتیں دینی اور مذہبی نہ ہوں گی تو ان کی وجہ سے توجہ دین سے ہٹ جائے گی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد بغیر کلام کئے سو جانا چاہئے تا کہ دینی خیالات پر ہی آنکھ لگے اور سویرے کھل جائے۔ دفتر کے کام یا اور کوئی ضروری فعل عشاء کی نماز کے بعد منع نہیں۔ مگر یہ ضروری ہے کہ سونے سے پہلے ذکر کر لے۔ یہ دوسرا طریق ہے۔

تیسرا طریق

تیسرا طریق یہ ہے کہ جب کوئی عشاء کی نماز پڑھ کر آئے اور سونے لگے تو خواہ اس کا وضو ہی ہے تو بھی تازہ وضو کر کے چارپائی پر لیٹے۔ اس کا اثر قلب پر پڑتا ہے اور اس سے خاص قسم کی نشاط پیدا ہوتی ہے۔ اور جب کوئی تازہ وضو کی وجہ سے نشاط کی حالت میں سوئے گا تو وہ آنکھ کھلتے وقت بھی نشاط میں ہی ہوگا۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی روتا سوئے تو وہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھتا ہے۔ اور اگر ہنستا سوئے تو اٹھتے وقت بھی اس کا چہرہ بشاش ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح جو وضو کر کے نشاط سے سوتا ہے وہ اٹھتا بھی نشاط سے ہی ہے۔ اور اس طرح اس کو اٹھنے میں مدد ملتی ہے۔

چوتھا طریق

چوتھا طریق یہ ہے کہ جب سونے لگے تو کوئی ذکر کر کے سوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رات کو ذکر کرنے کے لئے پھر اس کی آنکھ کھل جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سونے سے پہلے یہ ذکر کیا کرتے تھے۔ آیت الکرسی، پھر تینوں قُل ایک ایک دفعہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور ہاتھ سارے جسم پر پھیرتے اور ایسا تین دفعہ کرتے تھے اور پھر دائیں طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاءَ وَلَامَنْجَاءَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ'' اور اسی طرح ہر ایک مومن کو چاہئے۔ اور پھر چارپائی پر لیٹ کر دل میں ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ'' یا کوئی اور ذکر جاری رکھنا چاہئے حتی کہ اس حالت میں آنکھ لگ جائے۔ کیونکہ جس حالت میں انسان سوتا ہے عام طور پر وہی حالت ساری رات اس پر گزرتی رہتی ہے۔ اس لئے جو شخص تسبیح وتحمید کرتے سوئے گا گویا ساری رات اسی میں لگا رہے گا۔ دیکھو عورتیں یا بچے اگر کسی غم اور تکلیف میں سوئیں تو سوتے سوتے جب کروٹ بدلتے ہیں تو دردناک اور غمگین آواز نکالتے ہیں کیونکہ اس غم کا جو سوتے وقت ان کو تھا ان پر اثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی تسبیح کرتے سوئے گا تو جب کروٹ بدلے گا اس کے منہ سے تسبیح کی آواز ہی نکلے گی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن وہ ہوتے ہیں کہ ﴿تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمْعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ﴾ (السجدۃ: 17) یعنی ان کے پہلو بستروں سے اٹھے رہتے ہیں اور وہ خوف اور طمع سے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ بظاہر تو بات درست معلوم نہیں معلوم ہوتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوتے تھے اور دوسرے سب مومن بھی سوتے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ چونکہ تسبیح کرتے کرتے سوتے ہیں اس لئے ان کی نیند، نیند نہیں ہوتی بلکہ تسبیح ہی ہوتی ہے اور اگرچہ وہ سوتے ہیں مگر درحقیقت سوتے نہیں۔ ان کی کمریں بستروں سے الگ رہتی ہیں اور وہ خدا کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔

پانچواں طریق

پانچواں طریق یہ ہے کہ سونے کے وقت کامل ارادہ کر لیا جائے کہ تہجد کے لئے ضرور اٹھوں گا۔ انسان کے اندر خدا تعالیٰ نے یہ طاقت رکھی ہے کہ جب وہ زور سے اپنے نفس کو کوئی حکم کرتا ہے تو وہ تسلیم کر لیتا ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کو تمام دانا مانتے آئے ہیں۔ پس تم سونے کے وقت پختہ ارادہ کر لو کہ تہجد کے وقت ضرور اٹھیں گے۔ اس طرح کرنے میں گو تم سو جاؤ گے مگر تمہاری روح جاگتی رہے گی کہ مجھے حکم ملا ہے کہ فلاں وقت جگانا ہے اور عین وقت پر خود بخود تمہاری آنکھ کھل جائے گی۔

چھٹا طریق

چھٹا طریق ایسا ہے کہ جس کے کرنے کی مَیں صرف ایسے ہی شخص کو اجازت دیتا ہوں جو یہ دیکھتا ہو کہ میرا ایمان خوب مضبوط ہے اور وہ یہ کہ وتروں کو عشاء کی نماز کے ساتھ نہ پڑھے بلکہ تہجد کے وقت پڑھنے کے لئے رہنے دے۔ عام طور پر یہ بات پائی جاتی ہے کہ انسان فرض تو خاص طور پر ادا کرتا ہے مگر نفل میں سستی کر جاتا ہے۔ پس جب نفلوں کے ساتھ واجب مل جائے گا تو اس کی روح کبھی آرام نہ کرے گی جب تک اس کو ادا نہ کرے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نفس سستی نہیں کرے گا۔ لیکن اگر وتر پڑھے ہوئے ہوں اور تہجد کے وقت آنکھ کھل بھی جائے تو نفس کہہ دیتا ہے کہ وتر تو پڑھے ہوئے ہیں، نفل نہ پڑھے تو نہ سہی۔ مگر جب یہ خیال ہوگا کہ وتر بھی پڑھنے ہیں تو ضرور اٹھے گا اور جب اٹھے گا تو نفل بھی پڑھ لے گا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا ہے اس کے لئے شرط ہے کہ ایمان بہت مضبوط ہو۔ جب ایمان مضبوط ہوگا تو وتروں کے لئے ضرور اٹھے گا ورنہ وتروں کے پڑھنے سے بھی محروم رہے گا۔

ساتواں طریق

ساتواں طریق بھی انہی لوگوں کے لئے ہے جو روحانیت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور وہ یہ کہ عشاء کی نماز کے بعد نفل پڑھنے شروع کر دیں اور اتنی دیر تک پڑھیں کہ نماز میں ہی نیند آجائے اور اتنی نیند آئے کہ برداشت نہ کی جاسکے۔ اس وقت سوئے۔ باوجود اس کے کہ اس میں زیادہ وقت لگے گا مگر سویرے نیند کھل جائے گی۔ یہ روحانی ورزش ہوتی ہے۔

آٹھواں طریق

آٹھواں طریق وہ ہے جس کا ہمارے صوفیاء میں رواج تھا۔ مَیں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی مگر ہے مفید۔ اور وہ یہ ہے کہ جن دنوں میں زیادہ نیند آئے اور وقت پر آنکھ نہ کھلے ان میں نرم بستر ہٹا دیا جائے۔

نواں طریق

نواں طریق یہ ہے کہ سونے سے کئی گھنٹے پہلے کھانا کھا لیا جائے۔ یعنی مغرب سے پہلے یا مغرب کی نماز کے بعد فوراً۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی روح چست ہوتی ہے مگر جسم سست کر دیتا ہے۔ جسم ایک طوق ہے جو روح کو چمٹا ہوا ہے۔ جب یہ طوق بھاری ہو جائے تو پھر روح کو دبا لیتا ہے۔ اس لئے سونے کے وقت معدہ پُر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کا اثر قلب پر بہت پڑتا ہے اور انسان کو سست کر دیتا ہے۔

دسواں طریق

دسواں طریق یہ ہے کہ جب انسان رات کو سوئے تو ایسی حالت میں نہ ہو کہ جنبی ہو یا اسے کوئی غلاظت لگی ہو۔ بات یہ ہے کہ طہارت سے ملائکہ کا بہت بڑا تعلق ہے اور وہ گندے انسان کے پاس نہیں آتے بلکہ دور ہٹ جاتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب ایک بُودار چیز کھانے کے لئے لائی گئی تو آپؐ نے صحابہ کو فرمایا کہ تم کھالو، مَیں نہیں کھاتا۔ صحابہ نے کہا ہم بھی نہیں کھاتے۔ آپؐ نے فرمایا تم کھالو میرے ساتھ تو فرشتے باتیں کرتے ہیں اس لئے مَیں نہیں کھاتا کیونکہ انہیں ایسی چیزوں سے نفرت ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تو غلاظت کو ملائکہ بہت ناپسند کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سناتے تھے کہ ایک دفعہ مَیں نے کھانا کھایا اور ہاتھ دھوئے بغیر سو گیا۔ رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب آئے ہیں اور انہوں نے مجھے قرآن کریم دینا چاہا لیکن جب مَیں ہاتھ لگانے لگا تو کہا کہ ہاتھ نہ لگانا تمہارے ہاتھ صاف نہیں ہیں۔ تو بدن کے صاف ہونے کا قلب پر بہت اثر پڑتا ہے۔ صفائی کی حالت میں سونے والے کو ملائکہ آ کر جگا دیتے ہیں۔ لیکن اگر صفائی میں فرق ہو تو پاس نہیں آتے۔ یہ طریق جسم کی صفائی کے متعلق ہے۔

گیارھواں طریق

گیارھواں طریق یہ ہے کہ بستر پاک وصاف ہو۔ بہت لوگ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ بستر کی پاکیزگی روحانیت سے خاص تعلق رکھتی ہے اس لئے اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

بارھواں طریق

بارھواں طریق ایسا ہے کہ عوام کو اس پر عمل کرنے کی وجہ سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ہاں خاص لوگوں کے لئے نقصان دہ نہیں اور وہ یہ کہ میاں وبیوی ایک بستر میں نہ سوئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے لیکن آپؐ کی شان بہت بلند وارفع ہے۔ آپؐ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا مگر دوسرے لوگوں کو احتیاط کرنی چاہئے۔ بات یہ ہے کہ جسمانی شہوت کا اثر جتنا زیادہ ہو اسی قدر روحانیت کو بند کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے کہا ہے کہ کھاؤ پیو مگر حد سے نہ بڑھو۔ کیوں نہ حد سے بڑھو؟ اس لئے کہ شہوانی جذبہ زیادہ بڑھ کر روحانیت کو نقصان پہنچائے گا۔ پس وہ لوگ جو اپنے نفس پر قابو رکھتے ہیں وہ اگر اکٹھے سوئیں تو کوئی حرج نہیں ہوتا مگر عام لوگوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور وہ لوگ جنہیں اپنے خیالات پر پورا پورا قابو نہ ہو ان کو اکٹھا نہیں سونا چاہئے۔ اس طرح ان کو شہوانی خیالات آتے رہیں گے۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوتے سوتے جماع کرنے یا پیار کرنے لگ جاتے ہیں اس طرح روحانیت پر بُرا اثر پڑتا ہے اور اٹھنے میں سستی ہو جاتی ہے۔

تیرھواں طریق

تیرھواں طریق ایسا اعلیٰ ہے کہ جو نہ صرف تہجد کے لئے اٹھنے میں بہت بڑا ممد اور معاون ہے بلکہ اس پر عمل کرنے سے انسان اَور بدیوں اور برائیوں سے بھی بچ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ سونے سے پہلے دیکھنا چاہئے کہ ہمارے دل میں کسی کے متعلق کینہ یا بغض تو نہیں ہے۔ اگر ہو تو اس کو دل سے نکال دینا چاہئے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روح کے پاک ہونے کی وجہ سے تہجد کے لئے اٹھنے کی توفیق مل جائے گی۔ خواہ اس قسم کے خیالات ان پر پھر قابو پا ہی لیں۔ لیکن رات کو سونے سے پہلے ضرور نکال دینے چاہئیں اور دل کو بالکل خالی کر لینا چاہئے۔ اس میں حرج ہی کیا ہے۔ اگر کوئی ایسے خیالات میں دنیاوی فائدہ سمجھتا ہے تو دل کو کہے کہ دن کو پھر یاد رکھ لینا۔ رات کو سونے کے وقت کسی سے لڑائی تو نہیں کرنی کہ ان کو دل میں رکھا جائے۔ اول تو ایسا ہوگا کہ اگر ایک دفعہ اپنے دل سے کسی خیال کی جڑ کاٹ دی جائے گی تو پھر وہ آئے گا ہی نہیں۔ دوسرے اس قسم کے خیالات رکھنے سے جو نقصان پہنچنا ہوتا ہے اس سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ بات ہے کہ ایک چیز جس قدر زیادہ عرصہ ایک دوسرے کے ساتھ رہتی ہے اسی قدر زیادہ اپنا اثر اس پر کرتی ہے۔ مثلاً اگر اسفنج کو پانی سے بھر کر کسی چیز پر جلدی سے پھیر کر ہٹایا جائے تو وہ بہت تھوڑی گیلی ہوگی۔ لیکن اگر دیر تک اس پر رکھا جائے تو وہ بہت زیادہ بھیگ جائے گی۔ اسی طرح جو خیالات انسان کو دیر تک رہیں وہ اس کے دل میں بہت زیادہ جذب ہو جاتے ہیں اور سوتے وقت جن خیالات کو انسان اپنے دل میں رکھے ان کو اس کی روح ساری رات دہراتی رہتی ہے۔ دن میں اگر کوئی ایسا خیال ہو تو وہ اتنا نقصان دہ نہیں ہوتا جتنا رات کے وقت کا۔ کیونکہ دن میں دوسرے کاروبار میں مشغول ہونے کی وجہ سے وہ بھلا دیتا ہے۔ لیکن رات کو بار بار آتا رہے گا۔ پس سوتے وقت اگر کوئی بُرا خیال ہو تو اسے نکال دینا چاہئے تاکہ وہ دل میں گڑ نہ جائے۔ کیونکہ اگر گڑ گیا تو پھر اس کا نکلنا مشکل ہو جائے گا۔ پھر اگر رات کو جان ہی نکل جائے تو اس بدی کے خیال سے توبہ کرنے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔ اس طرح نفس کو ڈرانا چاہئے۔ اور جب ایک دفعہ خیال نکل جائے گا تو پھر اس سے نجات مل جائے گی۔ غرض سوتے وقت نفس میں بُرے خیالات نہیں رہنے دینے چاہئیں۔ جب اس طرح دل کو پاک وصاف کر کے کوئی سوئے گا تو تہجد کے وقت اٹھنے کی اسے ضرور توفیق مل جائے گی"۔

(ماخوذ از "ذکرالٰہی"۔خطاب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

❁❁❁❁❁❁

آکسفورڈ (انگلستان) میں
ایک کامیاب بین المذاہب سیمینار

(مبارک احمد بسرا مبلغ سلسلہ۔ مبلغ سلسلہ آکسفورڈ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 21/جون 2006ء بروز بدھ آکسفورڈ جماعت کو "our faith and our society" کے موضوع پر ایک کامیاب سیمینار کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اس سیمینار کا پروگرام مقامی عیسائی اور بدھ مذہبی رہنماؤں کے تعاون سے تیار کیا گیا۔ اس پروگرام کا مقصد مقامی سطح پر دیگر مذاہب اور کمیونیٹیز کے افراد کو ایک جگہ جمع کرنا تھا تاکہ آپس میں مذہب کی بنیاد پر پیدا شدہ غلط فہمیوں کو دور کیا جا سکے اور ایک دوسرے کی مدد کے ساتھ مقامی معاشرے کو پرامن بنایا جائے۔

پروگرام کا آغاز سات بجکر بیس منٹ پر استقبالیہ تقریر سے ہوا جو کہ خاکسار نے کی اور سیمینار کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا۔ نیز اس پروگرام کو منعقد کرنے اور اسے کامیاب بنانے کے لئے بدھ مت اور عیسائی مذہب کے نمائندگان کے تعاون کا شکریہ بھی ادا کیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا جبکہ بدھ مت اور بائبل کی تحریرات سے چند اقتباسات پیش کئے گئے۔

پروگرام کے مطابق ہر مقرر کو پندرہ منٹ کا وقت دیا گیا تھا۔ پہلے مقرر بدھ مت کے نمائندہ Lama Wangyal نے اس پروگرام میں مدعو کرنے اور اپنے مذہبی عقائد کا تعارف پیش کرنے کا موقع فراہم کرنے پر ممنونیت کا اظہار کیا۔ بعدازاں اپنی تقریر میں معاشرے میں پر امن استحکام پیدا کرنے کے لئے آپس میں مل جل کر رہنے اور پیار ومحبت کی فضا قائم رکھنے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ Rev.Broos Gilingham نے عیسائی مذہب کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا کہ خدا تعالیٰ کی محبت، پیار اور پیغام کو نہ صرف ہمیں اپنانا چاہئے بلکہ انسانی پیدائش کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسے دوسروں تک بھی پہنچایا جائے۔ پروگرام کے مہمان خصوصی محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اسلام کا پیغام ہی سلامتی اور امن وآشتی کا ہے۔ اسلام نے مختلف معاشرتی، اخلاقی اور دینی مسائل کا جو حل آج سے چودہ سو سال پہلے پیش کیا تھا وہ آج بھی اسی طرح لاگو ہوتا ہے جس پر عمل کرنے سے آج کی دنیا تمام مسائل ومشکلات سے نجات پا سکتی ہے۔

معزز مقررین کی تقاریر کے بعد سوال وجواب کا پروگرام ہوا جس میں نمائندگان مذاہب نے حاضرین کے مختلف سوالوں کے تفصیل سے جوابات دیئے۔ آخر میں Rev. Alwin Samuel نے سیمینار کی کامیابی اور اس کے حسن انتظامات پر جماعت احمدیہ آکسفورڈ کی تعریف کی اور بڑی تعداد میں مہمانوں کی شرکت پر ان کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اس انتہائی کامیاب اور شاندار پروگرام کا اختتام دعا سے ہوا جس کے بعد مہمانان کرام کی تواضع کھانے سے کی گئی جس کے دوران باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال جاری رہا۔ غیر مسلم مہمانوں کی کل حاضری ۶۰ تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کامیاب پروگرام کے متعلق کم وبیش تمام شرکاء نے مثبت رائے کا اظہار کیا اور بعض مہمانوں نے کھلے دل کے ساتھ اعتراف کیا کہ وہ آج تک اسلام کی اس تعلیم اور پہلو سے ناواقف تھے جو آج یہاں پیش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آئندہ بھی اس قسم کے کامیاب پروگرام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁

ایم ٹی اے آن۔دی۔ویب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کی نشریات 10/جولائی 2006ء سے انٹرنیٹ پر باقاعدہ ٹی وی چینل کے طور پر 24 گھنٹے نشر کی جارہی ہیں۔ وہ گھر جہاں ڈش انٹینا کی پابندی ہے یا آپ کے دفتر، کالج، یونیورسٹی میں یا سفر کے دوران اپنے ہوٹل میں...... دنیا میں جہاں بھی ہوں ورلڈ وائڈ ویب پر ایم ٹی اے کی نشریات نارمل ٹی وی چینل کی طرح ہر وقت ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

لاگ آن کیجئے: www.mta.tv

مزید معلومات کیلئے فون کیجئے: +442088700922

یا ای میل بھیجئے: info@mta.tv

(چیئر مین۔ایم ٹی اے انٹرنیشنل۔لندن)

تحریک جدید کا مالی سال 2005ء۔2006ء

تحریک جدید کا 72واں مالی سال اکتوبر 2006ء کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ ایسے احباب جماعت جنہوں نے اپنے وعدہ جات کی پوری ادائیگی نہیں کی، سال ختم ہونے سے پہلے پہلے ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ اور ایسے احباب جو ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے سے محروم ہیں وہ بھی اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لے کر اس کی برکات وفیوض کے وارث بنیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہ اَحْسَنَ الْجَزَآء

ایڈیشنل وکیل المال۔لندن

خطبہ جمعہ

مکرم مرزا عبدالحق صاحب، مکرم مولانا جلال الدین صاحب قمر، مکرمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ اور مکرم ماسٹر منور احمد صاحب شہید گجرات کا ذکر خیر اور ان کے لئے دعاؤں کی تحریک

قرآن مجید واحادیث نبویہ کے حوالہ سے وفات یافتگان کے تعلق میں مختلف امور کا تذکرہ

جماعت احمدیہ امریکہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر خصوصی پیغام میں دعاؤں اور نمازوں پر بہت زور دینے کی تاکیدی نصیحت

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ یکم ستمبر 2006ء بمطابق یکم تبوک 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ- ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُخٰلِدِيْنَ فِيْهَا -نِعْمَ اَجْرُالْعٰمِلِيْنَ﴾

(العنکبوت:58-59)

گزشتہ دنوں میں سلسلے کے چند بزرگوں کی وفاتیں ہوئی ہیں، یہ موت فوت کا عمل تو انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ جو اس دنیا میں آئے گا اس نے جانا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ یعنی ہر چیز جو اس زمین پر ہے وہ فانی ہے اور آگے فرمایا کہ ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (الرحمن:28) اور صرف تیرے ربّ کی ذات باقی رہنے والی ہے جو جلال اور اکرام والی ہے۔ پس دنیا میں جو آیا اس نے چلے جانا ہے، کسی نے پہلے، کسی نے بعد۔ کسی نے لمبی عمر پاکر، کسی نے جلدی۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ﴿ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ﴾ خدا سے چمٹے رہتے ہیں اور اس کی پناہ میں آجاتے ہیں۔ اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پچھلوں کے لئے بھی یہ نمونہ چھوڑ کر جاتے ہیں کہ دنیا کی فانی چیزوں کے پیچھے نہ دوڑنا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ اگر یہ تمہیں مل گئی تو تمہیں دونوں جہان کی نعمتیں مل گئیں۔ وہ اپنے عمل سے اپنے پیچھے رہنے والوں کو، اپنی نسلوں کو یہ سبق دے کر جاتے ہیں کہ ہم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ اللہ تعالیٰ کے اُس انعام کے مصداق ٹھہریں جس نے فرمایا ہے کہ ﴿مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَمُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَرَبِّهٖ﴾ (البقرة:113) یعنی جو بھی اپنے آپ کو خدا کے سپرد کردے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے۔ پس ایسے لوگ جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے حصہ لیتے ہیں اور آخرت میں بھی انشاء اللہ حصہ لیں گے۔ اور آخرت کا حصہ ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد ملنا ہے۔ اس فانی دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد ملنا ہے۔ یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ ہر جان کو موت آنی ہے اور موت آنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر تمہارا میری طرف لوٹنا ہے اور جب میری طرف لوٹو گے تو ہم اُنہیں جنہوں نے نیک عمل کئے ہوں گے ضرور بالضرور جنت میں ایسے بالا خانے دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ پس نیک عمل کرنے والوں کا یہ ایسا عمدہ اور اعلیٰ اجر ہے کہ اس کے برابر کوئی اور اجر ہو نہیں سکتا۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے نیک اعمال کے ایسے اجر پائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اس کی جنتوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔ ہمارے جو بزرگ گزشتہ دنوں فوت ہوئے ہم امید رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کے مستحق ہوئے ہوں، حقدار ٹھہرے ہوں۔ اُن لوگوں نے اپنی زندگیاں اس طرز پر ڈھالنے کی کوشش کی کہ نیک اعمال بجالائیں۔ اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اور انسانیت کی خدمت میں گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر جو بھی چھوٹی سی کوشش انہوں نے کی اس کا کئی گنا بڑھ کر اجر عطا فرمائے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے۔ وہاں بیٹھے ہوئے صحابہ نے ان کی تعریف کی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی برائی کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے جو پاس بیٹھے ہوئے تھے عرض کیا حضور! کیا واجب ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو یعنی نیکی اور بدی میں تمیز کی تم لوگوں کو توفیق دی گئی ہے۔

(بخاری کتاب الجنائز باب ثناء الناس علی المیت)

پس کسی بھی مرنے والے کے ماحول کے لوگ جب اس کی نیکیوں کی گواہی دے رہے ہوں تو یقیناً یہ اس کے حق میں دعا ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے مرنے والوں کو اجر دیتا ہے۔ اللہ کرے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو جنت کے بالا خانوں میں جگہ دے۔ یہ ایسے لوگ تھے جو آخرین میں شمار ہوئے۔ پھر حتی الوسع اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے خدمات دینیہ ادا کرنے کی توفیق پائی۔ ہزاروں لوگوں نے ان کے جنازوں میں شرکت کرنے کی توفیق پائی۔ جن سے بھی ان لوگوں کا واسطہ پڑا انہوں نے ان کے لئے تعریفی کلمات ہی کہے۔ میرے پاس مختلف لوگوں کے جن سے ان کا واسطہ تھا۔ تعزیتی خطوط آئے ہیں اور ہر ایک نے ان کی نیکیوں کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان بزرگوں کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔ کیونکہ بعد میں بھی ان کے لئے دعائیں کرنی ضروری ہیں۔ خاص طور پر جو فوت ہونے والے ہیں، وفات یافتگان ہیں ان کی اولادوں کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان کی مغفرت کے لئے دعائیں کرتے رہو جو ان کے درجات کی بلندی کا باعث بنیں گے۔ پھر فوت ہونے والوں نے جن لوگوں کے ساتھ نیکیاں کیں ان کا بھی فرض بنتا ہے کہ ان کی مغفرت کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

اب مَیں ان بزرگوں کا مختصراً ذکر خیر کروں گا۔ ان میں حضرت مرزا عبدالحق صاحب مرحوم ہیں، مولانا جلال الدین صاحب قمر ہیں، صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ ہیں اور اسی طرح ایک شہید ماسٹر منور احمد صاحب جو گجرات میں گزشتہ دنوں اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے۔

حضرت مرزا عبدالحق صاحب وہ بزرگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تقریباً 106 سال کی لمبی عمر عطا فرمائی۔ آپ کی پیدائش جنوری 1900ء کی تھی۔ آپ کے بھائی اور چچا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی زندگی میں جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی لیکن آپ نے بیعت نہیں کی کیونکہ آپ چھوٹے ہی تھے۔ لیکن نیک فطرت تھے تحقیق کا مادہ چھوٹی عمر میں بھی تھا۔ جو متاثر کرنے والی بات تھی اس سے متاثر بھی ہوتے تھے۔ 1913ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (یہ حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانے کی بات ہے) ایک دفعہ شملہ تشریف لے گئے تو حضرت مرزا صاحب بھی ان دنوں وہیں تھے۔ ان کی عمر اس وقت صرف 14 سال تھی لیکن دینی علم کے حصول اور تحقیق کا مادہ تھا۔ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی جب شملہ گئے، جیسا کہ مَیں نے کہا یہ خلافت اولیٰ کا زمانہ تھا۔ تو حضرت مرزا صاحب کے ذہن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کا کچھ اور ہی تصور تھا۔ لیکن جب خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کی مجالس میں بیٹھے تو آپ کی نیکی اور علم کا آپ کی طبیعت پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ مجھے بھی ایک دفعہ انہوں نے یہ سارا قصہ سنایا تھا۔ بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد خلافت ثانیہ میں حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کی اور اس بیعت کے رشتے کو اس طرح نبھایا کہ کوشش کی کہ اپنا حلیہ بھی وہی رکھیں جو ظاہری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تھا۔ چنانچہ مجھے ایک دفعہ انہوں نے خود بتایا کہ بیعت کے بعد پھر مَیں نے یہ کوشش کی کہ جو لباس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پہنتے ہیں اسی طرح کا لباس پہنوں۔ چنانچہ شلوار، قمیص اور کوٹ اور سر پر پگڑی ہاتھ میں سوٹی وغیرہ اس طرح رکھنی شروع کی۔ (جیسا کہ مَیں نے کہا) تاکہ میں اسی حالت میں رہوں، اس حالت میں بننے کی کوشش کروں اور وہ حالت اپنے اوپر طاری کروں کہ وہ ہر وقت یاد رہے جس کی میں نے بیعت کی ہے اور پھر جب یہ عادت پڑ گئی تو بہرحال اسی طرح ان کی زندگی ڈھل گئی۔ گو آپ خلافت ثانیہ میں جماعت میں شامل ہوئے تھے لیکن اس فکر اور کوشش میں کہ مَیں نے اب احمدیت کا صحیح نمونہ بننا ہے تقریباً صحابہؓ کا رنگ اپنے اوپر چڑھا لیا تھا۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر لاء (Law) کا امتحان پاس کیا اور کچھ عرصہ بعد آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں زندگی وقف کرنے کی درخواست پیش کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جواب دیا کہ آپ اپنی پریکٹس جاری رکھیں اور اپنے آپ کو زندگی وقف ہی سمجھیں۔ چنانچہ انہوں نے ساری ہی زندگی اس کا پاس کیا۔ گو آپ پہلے بھی علمی ذوق رکھنے والے تھے اور دینی علم کی طرف بڑی رغبت رکھتے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اس ارشاد کے بعد تو اور بھی زیادہ کوشش کی۔ ایک دفعہ انہوں نے بتایا کہ مَیں نے تو 9 سال کی عمر میں (جبکہ بچہ تھا) دینی مسائل پر غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور ماشاء اللہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج میں داخل ہوئے تو آپ کے علم وعرفان کو چار چاند لگ گئے۔ چنانچہ آپ کے جلسہ سالانہ پر بڑے علمی خطابات ہوتے تھے۔ کئی کتابیں لکھی ہیں۔ بڑے علمی کام کئے ہیں۔ قرآن کریم کی تفسیر بیان کرتے رہے، سرگودھا میں ان کے کئی شاگرد ہیں۔

مجھے الفضل سے پتہ لگا کہ جب صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر آپ کی کتاب شائع ہوئی تو ایک بزرگ نے مرزا صاحب کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتایا ہے کہ یہ کتاب مَیں نے اپنے حضور قبول کی، میرا خیال ہے کہ یہ کتاب بھی صداقتِ حضرت مسیح موعود پر اُن کی جلسہ سالانہ کی ہی تقریر تھی۔ بہرحال آپ کی شخصیت ایک گہرے علمی اور دینی ذوق رکھنے والی تھی۔ بغیر تیاری کے بھی کسی مضمون پر بولنا شروع کرتے تھے تو خوب حق ادا کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جماعت کو ایسے علمی اور روحانی افراد عطا فرماتا رہے جو ہمیشہ سلطان نصیر ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار خلفاء کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آخر تک اللہ کے فضل سے ذہنی طور پر بالکل ایکٹو (Active) تھے۔ اور آپ نے ہمیشہ کامل اطاعت اور فرمانبرداری سے کام کیا۔ میرے ساتھ بھی آخری دم تک انہوں نے وفا اور اطاعت کا نمونہ دکھایا۔ اپنے خطوط میں ہمیشہ اس بات کا احساس کراتے تھے کہ انجام بخیر ہونے کے لئے دعا کریں۔ تقریباً ہر سال جلسے پر یہاں آیا کرتے تھے۔ گزشتہ سال بھی آئے تھے اور انتہائی محبت اور پیار اور خلوص کا اظہار فرماتے رہے۔ خلافت سے جو وفا اور خلوص کا تعلق تھا وہ تو تھا ہی لیکن اس ناطے کہ مرکزی عہدیدار خلیفہ وقت کے مقرر کردہ ہیں ان عہدیداروں کی بھی نہایت عزت اور احترام فرمایا کرتے تھے۔ مَیں جب ناظر اعلیٰ تھا، جب بھی کسی کام کے لئے ربوہ تشریف لایا کرتے تھے تو صحت کی پرواہ کئے بغیر اور باوجود کمزوری صحت کے اور میرے کہنے پر بھی کہ جہاں آپ ٹھہرے ہوئے ہیں وہیں رہا کریں مَیں ملنے کے لئے وہیں آ جاتا ہوں خود دفتر تشریف لایا کرتے تھے اور ایک عہدیدار کے لئے ان کی آنکھوں سے احترام چھلک رہا ہوتا تھا۔ یہ جو مَیں نے کہا ہے کہ ان کی جو کمزوری تھی اس کے باوجود بھی ان کی یہ بڑی خوبی تھی کہ آخری سالوں میں جو پچھلے چند سال گزرے ہیں، خلیفۂ وقت نے جن کمیٹیوں کا بھی ان کو ممبر بنایا تھا یا جو کمیٹیاں ان کے سپرد تھیں ان میں ہمیشہ خرابی صحت کے باوجود بھی شامل ہوا کرتے تھے۔ سرگودھا سے سفر کر کے آتے تھے اور آخر تک جیسا کہ مَیں نے کہا ماشاء اللہ دماغی طور پر بڑے ایکٹو (Active) رہے۔ بڑے صائب الرائے تھے لیکن دوسروں کی رائے بھی بڑے حوصلے سے سنتے تھے اور اس کی قدر کرتے تھے۔ 1988ء میں یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مسائل اور خاص طور پر زمینداروں کے مسائل پر ایک کمیٹی بنائی تھی تو مجھے بھی اس کا ممبر بنایا تھا اور مرزا صاحب اس کے صدر تھے۔ جب بھی آپ میٹنگ پر تشریف لاتے تو ہر ایک کو موقع دیتے کہ اپنی رائے کا اظہار کرے اور پھر اس رائے کو وزن بھی دیتے تھے۔ بحث کرنے کا کھل کے موقع دیتے تھے۔

پھر جب ایک جھوٹے مقدمے میں جو میرے خلاف ہوا تھا کہ مَیں نے ربوہ کے بس اڈے پر ایک بورڈ پر لکھی ہوئی قرآنی آیت کو برش پھیر کر یا کوچی کر کے مٹایا ہے۔ اس میں جب مجھے ملوث کیا گیا اور کافی دنوں کی بحث کے بعد جب آخر پہلے سے کئے ہوئے فیصلے کے مطابق عدالت نے مجھے مجرم بنا دیا تو اگلے دن جب ہم تھانہ ربوہ سے چنیوٹ جا رہے تھے تو مَیں نے دیکھا کہ ہماری گاڑی کے قریب سے حضرت مرزا صاحب کی گاڑی گزری ہے اور ان کے چہرے سے پریشانی ٹپک رہی تھی۔ خیر چنیوٹ عدالت کے صحن میں مرزا صاحب سے ملاقات ہو گئی، ہماری گاڑی میں آ کر بیٹھ گئے۔ اس وقت بھی بیمار تھے، مَیں نے کہا آپ نے کیوں تکلیف کی۔ فرمانے لگے اس وقت مجھے اپنی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بہرحال لمبا وقت بیٹھے رہے۔ گو بظاہر ہمیں تسلیاں بھی دیتے رہے اور ہم بھی ان کو کہتے رہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن ان کے چہرے پر اس وقت بڑی فکر مندی کے آثار تھے اور مستقل وہاں بیٹھے ہوئے دعاؤں میں مصروف رہے، دعائیں اور باتیں ساتھ چلتی رہیں۔ غرض ان کی زندگی کے بیشمار واقعات ہیں۔ ان کو یہ بھی بہت بڑا اعزاز حاصل تھا کہ 1922ء سے، جب سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باقاعدہ شوریٰ کا نظام جماعت میں قائم فرمایا آپ کو شوریٰ میں شمولیت کرنے کی توفیق ملی۔ آپ تقریباً 84 سال تک جماعتی خدمات کی توفیق پاتے رہے اور خوب توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔

حضرت مرزا صاحب کی ایک اور بات بھی ان کے کسی عزیز نے لکھی کہ ہم ان سے ملنے کے لئے گئے۔ آپ بیمار تھے۔ بستر پر لیٹے ہوئے تھے تو باہر لوگوں کا رش تھا۔ بستر پر لیٹے ہوئے ہی لوگ آ رہے تھے اور مل رہے تھے۔ یہ دوپہر سے پہلے یا بعد کا وقت تھا مَیں نے ان سے کہا کہ یہ تو ملاقات کا وقت نہیں ہے۔ لوگوں کو بھی کچھ خیال کرنا چاہئے کہ وقت پر آیا کریں اور آپ کو اس حالت یعنی بیماری میں آ کر نہ ملیں تو فرمانے لگے کہ امیر کے لئے کوئی وقت نہیں ہوتا۔ اگر امارت کی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں پھر ہر وقت ہر ایک کا حق ہے کہ آئے اور اپنے مسائل بیان کرے۔ تو یہ دوسرے امراء کے لئے بھی بڑا سبق ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت میں آئندہ بھی ایسے علم وعرفان اور وفا سے بھرے ہوئے وجود پیدا فرماتا رہے۔ ان کی اولاد کو بھی توفیق دے کہ ہمیشہ احمدیت اور خلافت سے وفا کرنے والے رہیں۔

پھر گزشتہ دنوں ہونے والے فوت شدگان میں مولانا جلال الدین صاحب قمر ہیں۔ آپ بھی جماعت کے بڑے پرانے خادم اور فدائی بزرگ تھے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 83 سال تھی۔ لمبا عرصہ فلسطین اور مشرقی افریقہ کے ملکوں میں تبلیغ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مختلف زبانوں کو جانتے تھے جو ایک مبلغ کا خاصہ ہونا چاہئے۔ عربی، فارسی انگریزی اور مشرقی افریقہ کی بعض مقامی زبانیں بھی جانتے تھے۔ جامعہ میں پڑھانے کی بھی ان کو توفیق ملی۔ بڑے سادہ مزاج تھے۔ مجھے امید ہے کہ ان کے شاگرد آج دنیا میں پھیلے ہوں گے۔ تقریباً گیارہ سال تک انہوں نے جامعہ میں بھی پڑھایا تو یہ شاگرد جنہوں نے مولانا صاحب سے پڑھا ان کا فرض ہے کہ اپنے استاد کے درجات کی بلندی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد نہیں تھی۔

پھر مَیں ذکر کرنا چاہتا ہوں، صاحبزادی امتہ الباسط بیگم صاحبہ کا جو میری خالہ بھی تھیں بلکہ ہم دونوں میاں بیوی کی خالہ تھیں۔ مجھے بچپن سے ہی ان سے تعلق تھا۔ ان کے گھر آنا جانا تھا۔ بڑی غیر معمولی طبیعت کی مالک تھیں۔ بچپن میں مجھے یاد ہے کہ ایک دوسرے کے گھروں کے اندر ہی دروازے کھلتے تھے۔ تو اس وجہ سے کہ دروازہ بیچ میں ہی ہے، بے وقت ان کے گھر چلا جایا کرتا تھا۔ لیکن مجال ہے جو کسی وقت بھی کم از کم میرے سامنے یہ اظہار کیا ہو کہ کوئی بیزاری چہرے سے ٹپکتی ہو یا کسی قسم کا اظہار کیا ہو کہ بے وقت کیوں آتے ہو۔ ہمیشہ خالہ ہونے کا حق ادا کیا کہ جس وقت مرضی آؤ۔ گھر پہ حق ہے۔ اور ہمیشہ اپنا گھر کھلا رکھا۔ اس طبیعت کی وجہ سے اور بے تکلفی کی وجہ سے بعض دفعہ باتوں باتوں میں ان کے ساتھ زیادتی بھی ہو جاتی تھی۔ یا احساس ہوتا تھا کہ زیادتی ہو گئی ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ برداشت کر جاتی تھیں۔ کبھی اس کا اظہار نہیں کیا۔ اس لحاظ سے بھی بڑی غیر معمولی طبیعت تھی۔ خلافت سے بے انتہا محبت کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے چھوٹے بھائی تھے۔ خلافت کے بعد وہ احترام دیا جو خلافت کا حق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جو دوسرے بڑے بہن بھائی ہیں انہوں نے ایک دفعہ باتوں میں ان سے پوچھا کہ پہلے تو نام لیتے تھے اب ادب اور احترام کے دائرے میں ان کو مخاطب کرنے یا ان سے بات کرنے کے لئے آپ کس طرح ان کو مخاطب کرتی ہیں۔ تو کہنے لگیں کہ اب وہ خلیفہ وقت ہیں۔ مَیں تو خلیفہ وقت ہی کہتی ہوں تاکہ خلافت کا احترام قائم رہے۔ اور ذاتی رشتوں پر خلافت کا رشتہ مقدم رہے۔ میرے بارے میں کسی نے

پوچھا کہ اب کس طرح مخاطب کریں گی۔ تو فرمانے لگیں کہ میرے نزدیک خلافت کا رشتہ سب سے مقدم ہے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتی تھی اسی طرح ان کو مخاطب کروں گی۔ خلافت کے بعد اپنی خالاؤں میں میری سب سے پہلی ملاقات شاید ان سے ہوئی اور ان کی آنکھوں میں، الفاظ میں، بات چیت میں جو فوری غیر معمولی احترام میں نے دیکھا وہ حیران کن تھا۔ گو کہ میرے جو باقی بڑے رشتے تھے انہوں نے بھی اسی طرح اظہار کیا ہے، لیکن ان کو اور میری ایک اور بزرگ ہیں ان کو مَیں نے فوری طور پر عمل لیا تھا اور پہلا موقع تھا اس لئے فوری دل پر نقش ہو گیا۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ان کا جائیداد اور زمینوں کا انتظام مشترکہ چلتا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی زندگی میں وہ انتظام میرے سپرد کیا ہوا تھا۔ تو ان کی وفات کے بعد جب مَیں نے ان کے بچوں کو کہا کہ اپنے انتظامات سنبھال لو۔ تو ان کو بھی کہا کہ اس طرح علیحدہ کریں۔ احمد نگر کی زمینوں کا حساب اور انتظام تھا۔ پہلے تو زبانی بھی اظہار کرتی رہیں۔ پھر اب اس دفعہ مجھے لکھ کر اس پریشانی کا اظہار کیا کہ کہیں کسی ناراضگی کی وجہ سے تو مَیں یہ انتظام نہیں چھوڑ رہا۔ ان کو سمجھایا کہ جب میرا براہ راست انتظام نہیں اس لئے بہتر ہے کہ اپنا خود سنبھال لیں تو کہنے لگیں کہ مَیں اسی لئے پریشان ہوں کیونکہ میرے سے یہ برداشت نہیں کہ کسی بھی حالت میں خلیفہ وقت کی ناراضگی کا باعث بنوں۔ یہ ان کی ذاتی چیز تھی، ذاتی معاملہ تھا لیکن اس میں بھی گوارا نہ کیا کہ خلیفہ وقت کی مرضی کے خلاف ذرا سا بھی کام ہو۔ غریبوں اور ضرورتمندوں کا بڑا خیال رکھنے والی، دعا اور صدقہ کرنے والی بزرگ تھیں۔ کوئی دعا کے لئے کہہ دیتا تو یاد رکھتی تھیں۔

ہمارے ایک مربی صاحب ہیں جن کا میدان عمل میں کہیں دورے پر جاتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہو گیا اور بہت بری طرح ایکسیڈنٹ ہوا، ٹانگیں کئی جگہ سے ٹوٹ گئیں، اب تک بیساکھیوں کے سہارے چلتے ہیں، انہوں نے مجھے لکھا کہ مَیں نے ایکسیڈنٹ کے بعد ہسپتال سے ان کو دعا کے لئے فون کیا تو فرمانے لگیں کہ تمہارے لئے روزانہ نفل بھی پڑھ رہی ہوں اور صدقہ بھی نکالتی ہوں۔ تو جماعتی کارکنوں کے لئے بڑا درد رکھتی تھیں۔

خلافت سے محبت کے سلسلے میں ایک اور بات (بتا دوں)۔ اب جب اس دفعہ جلسہ پہ آئی ہوئی تھیں۔ بڑی کمزور تھیں اور ہلکا ہلکا بیماری کا اثر بھی چل رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ آپ اب گھر آرام سے رہیں، دوبارہ نہ آئیں آپ کی صحت ٹھیک نہیں ہے۔ کہنے لگیں کہ مَیں تو خلیفہ وقت سے ملنے کے لئے آتی ہوں۔ اور جب تک ہمت ہے آتی رہوں گی۔ خلافت سے انتہائی محبت تھی۔ اب جاتے ہوئے ان کو گیسٹ ہاؤس میں جب میں مل کر آیا ہوں کہ جا رہی ہیں تو اللہ حافظ۔ رات کو ملا ہوں اگلے دن صبح ان کی فلائیٹ تھی۔ تو جب ایئر پورٹ پر جانا تھا تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے آکر بتایا کہ بی بی امتہ الباسط صاحبہ باہر کار میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ مَیں نے کہا مَیں تو کل مل آیا تھا۔ خیر باہر گئے تو ملاقات ہوئی۔ دعا کے لئے انہوں نے کہا، ان کو دعا کر کے رخصت کیا۔ اور اللہ کے فضل سے خیریت سے پاکستان پہنچ گئیں لیکن بہرحال اللہ کی تقدیر تھی چند دن کے بعد بیماری کا دوبارہ شدید حملہ ہوا۔ ہارٹ اٹیک ہوا اور وفات ہو گئی۔

ان کے گھر پلنے والے ایک لڑکے نے جواب تو جوان بچوں کے باپ بھی ہیں۔ مجھے لکھا کہ یہاں جرمنی جب آتیں (وہ آجکل جرمنی میں ہیں)۔ تو ہمارے گھر ضرور آتیں، یہ لڑکا بھی سیالکوٹ کے کسی گاؤں سے آیا۔ ان کے والد یا والدہ کوئی ان کو چھوڑ گیا تھا اور وہیں پلا بڑھا ہے۔ لکھا ہے کہ جب میرے پاس آتیں تو میرے بچوں کو کہتیں کہ مَیں تمہاری دادی ہوں اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس بچے کو اس کے ماں یا باپ اس وقت کسی گاؤں سے ان کے پاس چھوڑ گئے تھے۔ اور حضرت میر داؤد احمد صاحب اور بی بی امتہ الباسط صاحبہ نے اس لڑکے کو پالا تھا۔ پڑھایا لکھایا اور یہ ان کی ایک بڑی خوبی تھی جس سے ایک دفعہ تعلق قائم ہو جاتا تھا اس کو خوب نبھاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ان کی سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ نصرت کے میاں غلام قادر شہید ہوئے تو اس کو بھی بڑا حوصلہ دیا اور خوب سنبھالا اور ہر طرح خیال رکھا۔ گو کہ عزیزہ کی اب دوسری شادی ہو چکی ہے لیکن اس کے بچوں کو اور اس کو خود بھی بعد میں سنبھالا دیتی رہیں۔ اور ماں کی دعائیں جو سب سے زیادہ ضروری ہوتی ہیں، ان کی وہ دعائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان بچوں کے لئے کام آتی رہیں گی۔ عزیزہ نصرت اور اس کے بچوں کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزم مرزا غلام قادر شہید کے بچوں کو بھی ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے اور اُن کے والد اور نانی کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کو ہمیشہ کی طرح خود ہی اپنے فضلوں سے پورا فرماتا رہے۔ اور ان بچوں کے دادا دادی کو بھی صحت دے اور ان کو شہید کے بچوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے دوسرے بچوں کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ نیکیوں پر چلائے۔ خلافت سے پیار اور محبت اور اطاعت اور فرمانبرداری اور اخلاص و وفا کا تعلق ان کی خواہش سے بڑھ کر عطا فرمائے۔ اور اپنی بزرگ ماں کے لئے ان کو دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

چوتھا ذکر ایک شہید کا ہے۔ ان کا نام ماسٹر منور احمد صاحب ہے۔ یہ گجرات کے رہنے والے تھے۔ جیسا کہ ظالموں کا ہمیشہ سے احمدیوں کے ساتھ یہ سلوک رہا۔ جب دل چاہے، جس احمدی کو مارنے کو دل چاہے مار دیتے ہیں اور کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں۔ قانون بھی احمدی مقتول کا نام سن کر خاموش ہو جاتا ہے کہ مارنے والے نام نہاد مسلمان نے جنت کمائی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جہنم ان کا ٹھکانہ ہے۔ بہرحال 22 اگست کو صبح دو نامعلوم افراد ان کے دروازے پر آئے جو موٹر سائیکل پر سوار تھے۔ جب منور صاحب نے دروازہ کھولا، باہر نکلے تو ان دونوں نے اندھا دھند فائرنگ کی اور ان کو پانچ گولیاں لگیں، فوری طور پر ان کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ لیکن زخموں کی تاب نہ لا کر وہیں وفات پا گئے۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ بڑا بچہ گیارہ سال کا ہے، پھر 7 سال کا پھر تین سال کا۔ اللہ خود ان بچوں کو سنبھالنے کے سامان پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ جماعت کے بھی بڑے اچھے کارکن تھے۔ خدمات سرانجام دیتے تھے۔

دشمن سمجھتا ہے کہ آج احمدیوں کی ملک میں کوئی نہیں سنتا، قانون ان کی حفاظت نہیں کرتا۔ اس لئے ان کو شہید کر کے ان کے خیال میں قتل کر کے جتنا ثواب کمانا ہے کما لو۔ لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ احمدیت کی راہ میں بہایا ہوا یہ خون تو کبھی ضائع نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس طرح جان قربان کرنے والوں کو زندہ کہا ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ کی خاطر مرتے ہیں وہ زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے اور ان کے دشمنوں سے اللہ تعالیٰ خود ہی بدلہ بھی لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ شہیدوں کا خون کبھی رایگاں نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ ملک میں رہنے والوں کی آنکھیں کھولے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھتے ہیں اور پھر بھی ان لوگوں کو عقل نہیں آتی۔ آج اگر ملک بچا ہوا ہے تو احمدیوں کی وجہ سے بچا ہوا ہے۔ اس لئے احمدی بڑے درد سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے ملک کو پاک کرے اور اس ملک کو بچا لے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا شہید کے بچوں کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان پر اپنا فضل فرماتا رہے۔

وفات یافتگان کا ذکر ہوا ہے تو اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا طریق تھا۔ ان کے بارے میں آپؐ نے کیا نصیحت فرمائی کہ کس طرح دعا کی جائے۔ آپؐ کا اسوہ کیا تھا؟ اس بارے میں چند احادیث بھی پیش کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس پر عمل کر کے ہم اپنے لئے بھی اور وفات یافتگان کے لئے بھی اللہ کا رحم اور مغفرت حاصل کرنے والے ہوں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمیٰ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو ان کی وفات ہو چکی تھی اور ان کی آنکھیں کھلی تھیں اور آنحضورؐ نے آتے ہی پہلے ان کو بند کیا۔ پھر حضرت ابو سلمیٰ کے اہل میں سے کسی نے نوحہ کی غرض سے بلند آواز نکالی، اونچی آواز میں ماتم کرنے کی کوشش کی تو نوحہ کی آواز سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے لوگوں کے لئے صرف خیر کی بات کرو۔ کیونکہ ملائکہ ہر وہ بات جو تم کرتے ہو اسے امانت رکھتے ہیں۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اے اللہ! ابو سلمیٰ کی بخشش فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں ان کے درجات بلند فرما اور اس کے پیچھے رہنے والوں میں اس کا اچھا جانشین بنا۔ اے رب العالمین! ہمیں بخش دے اور اس کی بھی بخشش فرما۔ اے اللہ! اس کی قبر کو کشادہ فرما۔ اور اس کے لئے اسے منور فرما۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب تغمیض المیت۔ حدیث نمبر 3116)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھایا اور اس میں یہ دعا کی۔ یہ جنازے کی دعا ہے نوجوانوں کو بھی یاد کرنی چاہئے کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ۔ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ۔ اے ہمارے خدا! ہمارے زندوں کو، ہمارے وفات پانے والوں کو، ہمارے چھوٹوں کو، اور ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو اور ہم میں سے جو حاضر ہیں اور جو غائب ہیں سب کو بخش دے، اے ہمارے خدا جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ۔ اور جس کو تُو ہم میں سے وفات دے اُسے ایمان پر وفات دے۔ اے ہمارے خدا تو اس مرنے والے کے ثواب سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہر قسم کے فتنہ سے ہمیں محفوظ رکھ۔

(ترمذی کتاب الجنائز باب ما یقول فی الصلوٰۃ علی المیت)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میت کی تدفین کے بعد خود بھی استغفار کرتے تھے اور لوگوں سے بھی مخاطب ہو کر فرماتے تھے یہ حساب کا وقت ہے اپنے بھائی کے لئے ثابت قدمی کی دعا مانگو۔ اور مغفرت طلب کرو۔ (ابو داؤد)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ خدا جنت میں ایک بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے تو بندہ پوچھتا ہے اے پروردگار مجھے یہ مرتبہ کہاں سے ملا تو خدا فرماتا ہے کہ تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ وہ تیرے لئے

استغفار کرتا رہا ہے۔ پس اولاد کو اپنے مرنے والوں کے درجات کی بلندی کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی بے حساب جانے دے اور ہم پر بھی رحم اور فضل فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنھما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر طیار کی وفات پر فرمایا۔ آلِ جعفر کے لئے کھانا تیار کرو۔ ان کو ایک ایسا امر درپیش ہو گیا ہے جو ان کو مصروف رکھے گا۔

(ابوداؤد کتاب الجنائز باب صنعۃ الطعام لاھل البیت ۔حدیث نمبر 3030)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ کیا یہ جائز ہے جب کارِ قضا کسی بھائی کے گھر میں ماتم ہو جائے یعنی کوئی فوت ہو جائے تو دوسرے دوست اپنے گھر میں اس کا کھانا تیار کریں۔ فرمایا نہ صرف جائز بلکہ برادرانہ ہمدردی کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ ایسا کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 233 جدید ایڈیشن)

مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ یہاں اس طرف پوری توجہ نہیں دی جاتی۔ ہمسایوں کی کوشش ہوتی ہے کہ جماعتی انتظام کے تحت لنگر میں جو کھانا پکتا ہے وہیں سے آ جائے۔ اگر تو ہمسائے نہ ہوں پھر تو جماعت کا فرض ہے کرتی ہے اور کرنا چاہئے۔ لیکن اگر ارد گرد احمدی ہمسائے رہتے ہوں تو ان کو اپنے فرض کو ادا کرنا چاہئے۔ اور اس طرف خاص توجہ دیں۔ اور دنیا میں ہر جگہ جماعت کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔

سوگ منانے کے ضمن میں حضرت زینب بنت ابی سلمیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ مَیں ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی، ان دنوں آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے میری موجودگی میں زرد رنگ کی خوشبو منگوائی۔ پہلے اپنی لونڈی کو لگائی پھر اپنے ہاتھ اور اپنے رخساروں پر ملی اور ساتھ ہی فرمایا: خدا کی قسم! مجھے خوشبو لگانے کی کوئی خواہش نہیں۔ مگر مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ اور آخری دن پر ایمان لانے والی کسی بھی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مرنے والے کا سوگ کرے۔ البتہ بیوی اپنے خاوند کے مرنے پر چار ماہ دس دن سوگ میں گزارتی ہے۔

(بخاری کتاب الجنائز باب احداد المرأۃ علیٰ غیر زوجھا)

جنازے میں شامل ہونے کے بارے میں روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ثواب کی نیت سے جاتا ہے اور اس کے دفن ہونے تک ساتھ رہتا ہے تو وہ دو قیراط اجر لے کر واپس لوٹتا ہے۔ اور ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر سمجھو اور جو شخص دفن ہونے سے پہلے واپس آ جاتا ہے تو وہ صرف ایک قیراط کا ثواب پاتا ہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب اتباع الجنائز من الایمان)

اس طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ خاص طور پر ربوہ میں۔ مَیں نے پہلے بھی اس طرف توجہ دلائی تھی کہ جس محلے میں کوئی احمدی وفات پا جاتا ہے تو اس محلے کے لوگوں کا فرض ہے کہ اس جنازے کے ساتھ جایا کریں لیکن باہر سے موصیان کے جنازے ربوہ میں آتے ہیں تو ان کے لئے وہاں جماعتی طور پر انتظام ہونا چاہئے۔ خدام الاحمدیہ کو بھی انتظام کرنا چاہئے کہ جنازے میں کافی لوگ شامل ہوا کریں۔

پھر فوت شدہ کی خوبیوں کا ذکر کرتے رہنے کے بارے میں ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے وفات یافتگان کی خوبیاں بیان کیا کرو۔ اور ان کی کمزوریاں بیان کرنے سے احتراز کرو۔

(مشکوٰۃ المصابیح ۔کتاب الجنائز المشی بالجنازۃ و الصلاۃ علیھا)

ابھی جمعہ کی نماز کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ میں ان سب کا جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

دوسری بات جو مَیں کہنا چاہتا تھا وہ امریکہ کے جلسے سے متعلق ہے۔ امریکہ میں مَیں نے جانا تھا لیکن حالات کی وجہ سے پروگرام ملتوی کرنا پڑا تو میرا خیال تھا کہ آج اس حوالے سے کچھ کہوں گا کیونکہ آج ان کے جلسے کا پہلا دن ہے۔ لیکن پھر وفات یافتگان کے ذکر کی وجہ سے اس مضمون کو چھوڑنا پڑا۔ لیکن مختصراً میں ان کو اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ان دنوں میں دعاؤں پر بہت زور دیں۔ یہ جلسے جس مقصد کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں ورنہ ان جلسوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ آپ لوگوں نے یہ ذکر سنا کہ کس طرح ہمارے بزرگ اپنی زندگیاں بسر کرتے رہے۔ دعاؤں اور نیکیوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو ڈھالیں تا کہ دنیا کے ہر کونے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے فیض پانے والوں کا ایسا گروہ تیار ہو جائے جو توحید کو قائم رکھنے والا ہو اور اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق قائم کرنے والا ہو۔ اور یہ کام اللہ کے فضل کو جذب کرنے سے ہی ہوگا۔ اور اللہ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے دعاؤں کی بہت ضرورت ہے، عبادات کی ضرورت ہے۔ پس ان تین دنوں میں امریکہ میں جلسہ ہو رہا ہے یا دنیا میں کہیں اور کسی جماعت میں اگر جلسے ہو رہے ہیں تو اس سوچ کے ساتھ اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے کوشش بھی کریں اور دعا بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھ دیتا ہوں اس کو ہر وقت سامنے رکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:'' وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اَور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔ مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں اور تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جبکہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے۔ اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینے میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے۔ اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کیلئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے۔ کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جائے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں، نہایت رحیم، کریم حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی پیدا کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی گویا کہ وہ کوئی اور خدا ہے حالانکہ کوئی اور خدا نہیں مگر نئی تجلی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے تب اس خاص تجلی کی شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا یہی وہ خوارق ہے۔

غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے''۔

(لیکچر سیالکوٹ ۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222-224)

پس اس جلسے پر ان دنوں میں دعاؤں پر بہت زور دیں۔ نمازوں پر بہت زور دیں۔ امریکہ ایک ایسا ملک ہے جو مادی لحاظ سے اس وقت بہت زیادہ ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے۔ اس میں رہتے ہوئے ہر احمدی کو اپنے آپ کو اس کی گندگیوں سے محفوظ رکھنے کی اور دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی انتہائی ضرورت ہے اور یہی جلسے کا فیضان ہے، یہی جلسے کا فیض ہے کہ آپ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کر لیں۔ اگر خدا مل گیا تو ہم نے اپنے زندگی کے مقصد کو پا لیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

''اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔ لیکن جو سستی میں زندگی بسر کرتا ہے اسے آخر فرشتے بیدار کرتے ہیں۔ اگر تم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بہت پکا ہے، وہ کبھی تم سے ایسا سلوک نہ کرے گا جیسا کہ فاسق فاجر سے کرتا ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 232 جدید ایڈیشن)

کیا ساری دنیا میں ایک ہی دن عید یا رمضان کا آغاز ہو سکتا ہے؟

چودہ سو سال قبل صحرائے عرب کے نبی اُمّی پر نازل ہونے والی فلکیاتی علوم پر مشتمل صداقتیں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 رجنوری 1996ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرۃ: 186)۔ شَہِدَ شَہْراً سے مراد ہے جو رمضان کو طلوع ہوتا دیکھے۔ یعنی رمضان کا چاند جس پر طلوع ہوگا وہ روزے رکھے۔

اب رمضان کا مہینہ اصل میں بیک وقت ہر جگہ اکٹھا طلوع نہیں ہوتا اور یہ بحثیں عام اٹھ رہی ہیں کہ **کیوں نہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ سب مسلمان بیک وقت روزے رکھیں**۔ اور یہ جو جھگڑے چل رہے ہیں آج اِن کا رمضان شروع ہوگیا، کل اُن کا رمضان شروع ہوگیا ان جھگڑوں کا قضیہ ہی چکا دیا جائے۔ مگر قرآن تو نہیں چکاتا۔ قرآن کریم نے تو اس مضمون کو کھلا چھوڑا ہوا ہے۔ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرۃ: 186) ہوسکتا ہے کہ ایک ہی ملک میں رہتے ہوئے اور اس ملک کے افق الگ الگ ہوں اور اگر ایک شخص نے ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ﴾ اس کے وقت کو پایا ہو تو اس پر فرض ہے کہ روزے رکھے۔ ایک وہ جس نے نہیں پایا اس پر فرض نہیں ہے بلکہ مناسب نہیں ہے کہ رکھے۔ اسے انتظار کرنا ہوگا جب تک اس آیت کا اطلاق اس پر نہ ہو۔

رمضان کا مہینہ ایک ہی تاریخ کو ہر جگہ شروع نہ ہوتا ہے، نہ ہو سکتا ہے۔ ممالک بدل جائیں تو پھر تو ویسے ہی ناممکن ہے کیونکہ اگر جب بھی رمضان کا چاند طلوع ہوگا اس وقت کسی جگہ گھپ اندھیرا، آدھی رات ہوگی، کسی جگہ صبح کا سورج طلوع ہو رہا ہوگا، کسی جگہ دوپہر ہوگی، کسی جگہ عصر کی نماز پڑھی جا رہی ہوگی تو کیسے ممکن ہے کہ خدا نے جو نظام پیدا فرمایا ہے اس کے برعکس احکام جاری فرمائے۔ اس لئے مَنْ شَہِدَ کا مضمون جو ہے بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ ہرگز خدا کا یہ منشاء نہیں کہ سب اکٹھے روزے رکھیں، اکٹھے ختم کریں۔ ہرگز یہ منشاء نہیں کہ تمام دنیا میں ایک دن عید منائی جائے یا سارے ملک میں اگر وسیع ملک ہے ایک ہی دن عید منائی جائے۔ چھوٹے ملک میں تو ممکن ہے مگر وسیع ممالک بعض ایسے ہیں جو شمال سے بہت دور تک جنوب کے ایک حصے میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اُن کے اُفق بدل جاتے ہیں یا شرقاً غرباً بہت وسیع ہیں۔ اب چلّی (Chilli) کو دیکھیں کہ کتنا اوپر سے امریکہ کے وسط سے قریباً شروع ہو کر اور جنوب میں وہاں تک چلا جاتا ہے کہ اس سے آگے کوئی اور ملک نہیں ہے جو قطب جنوبی کے قریب تر ہو اس سے۔ اور روس کی چوڑائی اتنی ہے کہ روس کے اندر تین گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ امریکہ کی چوڑائی میں وسعت اتنی بڑی ہے کہ وہاں بھی کم و بیش اتنا ہی فرق پڑ جاتا ہے تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ایک ملک میں بھی بیک وقت رمضان شروع ہو سکتا ہے یا بیک وقت ایک ملک میں ایک عید کا دن طلوع ہو سکتا ہے۔ پس قرآن کریم کے جو الفاظ کا انتخاب ہے بہت ہی پُر حکمت ہے اور اپنے مضمون کو خود کھول رہا ہے۔..........

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرۃ: 186) س پر یہ مہینہ طلوع ہوگا اسی کو روزے رکھنے ہیں۔ دیکھا دیکھی سنی سنائی بات پر روزے نہیں رکھنے اور یہاں ''مَنْ'' میں صرف ایک فرد واحد مراد نہیں ہے بلکہ وہ قوم ہے جس کا افق ایک ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا طریق یہ جاری فرمایا کہ **اگر ایک ہی افق کے لوگ کسی موسم کی خرابی کی وجہ سے اکثر نہ دیکھ سکتے ہوں تو ان میں دو قابل اعتماد یا چار قابل اعتماد، کچھ قابل اعتماد لوگ اٹھ کھڑے ہوں اور وہ کہیں، گواہی دیں کہ ہم نے دیکھا ہے تو اگر افق مشترک ہے تو سب کا ہی رمضان شروع ہو جائے گا اور اگر افق مشترک ہے تو سب ہی کی عید ہو جائے گی۔**

تو مَنْ کا لفظ واحد پر بھی آتا ہے اور جمع پر بھی۔ یہ مراد نہیں ہے کہ ہر ایک جب تک آنکھ سے دیکھ نہ لے رمضان شروع نہ کرے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ جو ہلال ہے خصوصاً پہلے دن کا ہلال وہ تو آنی جانی چیز ہے دیکھتے دیکھتے ہی غائب ہو جاتا ہے۔ انگلیاں اٹھ رہی ہوتی ہیں اتنے میں وہ مطلع سے غائب ہو چکا ہوتا ہے۔ پس ہلال کا مطلع بھی چھوٹا ہوتا ہے اس لئے مَنْ شَہِدَ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم میں سے جو اپنی آنکھوں سے دیکھے صرف وہی شخص روزے رکھے۔ مراد ہے وہ لوگ جن کا افق ایک ہے، جن کے ہمیشہ سے ہی چاند اکٹھے طلوع ہوتے ہیں۔ جب طلوع ہوتے ہیں سب پر ہی طلوع ہوتے ہیں۔ جب غروب ہوتے ہیں تو سب پر ہی غروب ہوتے ہیں۔ پس وہ لوگ جن کا افق مشترک ہو ان میں سے کوئی بھی دیکھے تو سب قوم کے دیکھنے کا حکم ان پر صادق آ جائے گا گویا ساری قوم نے دیکھ لیا''۔

سائنسی ذرائع سے چاند کے طلوع کے بارہ میں معلوم کرنا

اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

''اب اس مضمون میں ایک پہلو رہ جاتا ہے جس کی عموماً آپ بحثیں سنتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں وہ یہ ہے کہ کیا مشینی ذرائع سے چاند کا علم پانا مَنْ شَہِدَ مِنْکُم کے تابع ہوگا یا نہیں ہوگا؟ اگر ہو تو پھر دیکھنا متروک ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مشینوں کے ذریعہ چاند دکھائی دے جاتا ہو لیکن نظر سے نہ دکھائی دیتا ہو۔ تو کیا قرآن کریم کا پہلا عمل یعنی پہلے دور کا عمل اس مشینی عمل کے مقابل پر رد ہو جائے گا۔ یا پہلے دور کا عمل جاری رہے گا اور مشینی دور کا عمل متروک سمجھا جائے گا؟۔

یہ بحث ہے جو بہت سے لوگوں کو الجھن میں مبتلا رکھتی ہے حالانکہ اس میں ایک ادنیٰ، ذرہ برابر بھی کوئی الجھن نہیں۔ الجھن لوگوں کی نافہمی اور ناسمجھی میں ہے ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ نئے دور میں مشینوں کے حوالے سے یا برقیاتی آلوں کے حوالے سے اگر آپ چاند کے طلوع کا علم حاصل کریں تو وہ مَنْ شَہِدَ مِنْکُم کے تابع رہتا ہے اور جہاں مَنْ شَہِدَ مِنْکُم سے ہٹتا ہے وہاں اس کا عمل درآمد نہیں ہوگا، وہاں بے اعتبار ہو جائے گا۔ جو لوگ نہیں سمجھتے وہ ٹھوکر کھاتے ہیں اور پھر آپس میں خوب ان کی لڑائیاں ہوتی ہیں۔

اس لئے میں آپ کو سمجھا رہا ہوں آگے عید بھی آئے گی یہ بحثیں چلیں گی۔ بچوں سے سکول میں بھی گفتگو ہوگی دوسرے بچوں کی۔ کالجوں میں یہ معاملہ زیر بحث آ جائے گا۔ بزنس پر، کاموں پر زیر بحث آئے گا۔ اس لئے سب احمدیوں کو اچھی طرح ہر ملک کے احمدی جو یہ خطبہ سن رہے ہیں ان کو اچھی طرح اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

چاند جو طلوع ہوتا ہے وہ جب زمین کے کنارے سے اوپر آتا ہے تو اگرچہ سائنسی لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ زمین کے افق سے چاند ذرا سا اوپر آ چکا ہے لیکن وہ چاند لازم نہیں کہ نظر سے دیکھا جا سکتا ہو۔ اس لئے سائنس دانوں نے بھی ان چیزوں کو تقسیم کر رکھا ہے۔ اگر آپ اچھی طرح ان سے جستجو کر کے بات پوچھیں تو وہ آپ کو بالکل صحیح جواب دیں گے کہ دیکھو ہم یہ تو یقینی طور پر معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ چاند کس دن کتنے بجے طلوع ہوگا یعنی سورج غروب ہوتے ہی اوپر ہو چکا ہوگا لیکن اس کا مطلب یہ نہ سمجھو کہ اگر موسم بالکل صاف ہو اور کوئی بھی رستے میں دھند نہ ہو تب بھی تم اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو۔ کیونکہ چاند کو طلوع ہونے کے بیس منٹ یا کچھ اوپر مزید چاہئے اور ایک خاص زاویہ سے اوپر ہونا چاہئے۔ اگر وہاں تک پہنچے تو پھر آنکھ دیکھ سکتی ہے ورنہ نہیں دیکھ سکتی۔ اس لئے ہوسکتا ہے جیسا کہ پچھلے سال مولویوں نے یہاں کیا کہ آبزرویٹری (Observatory) سے یہ تو پوچھ لیا کہ چاند کب نکلے گا اور انہوں نے وہی سائنسی جواب دے دیا کہ فلاں دن یہ اتنے بجے طلوع ہو جائے گا اور سورج ڈوبنے کے معاً بعد کا وقت تھا۔ تو مولویوں نے فتویٰ دے دیا کہ اس دن رمضان شروع ہو جائے گا یا عید جو بھی تھی۔ اور بعض دوسرے جو اُن میں سے سمجھ دار تھے، تعلیم یافتہ مسلمان یہاں موجود ہیں، احمدی نہیں ہیں مگر وہ ان باتوں پر غور کرتے ہیں انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ایسی عید نہیں کریں گے یا ایسا رمضان نہیں شروع کریں گے اور وہ سچے تھے۔ کیونکہ اگر وہ مولوی صاحبان ان لیبارٹریز سے یا جو ان کے مراکز ہیں آسمانی سیاروں وغیرہ کو دیکھنے کے، ان سے پوچھتے تو وہ صاف بتا دیتے کہ نکلے گا تو سہی لیکن تم اس کی شہادت نہیں دے سکتے۔ تم اپنی آنکھ سے اس کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ جتنا نکل کے وہ اونچا جاتا ہے اس طلوع سے کوئی آنکھ بھی اس کو اسلئے نہیں دیکھ سکتی کہ وہ زمین کے بہت قریب ہوتا ہے اور زمین کے قریب کی فضا اس کی شعاعوں کو نظروں تک پہنچنے سے پہلے پہلے جذب کر چکی ہوتی ہے۔ اس لئے عین نشانے پر پتہ ہو کہ وہاں چاند طلوع ہو رہا ہے آپ نظر جما کے دیکھیں آپ کو ایک ذرہ بھی کچھ دکھائی نہیں دے گا۔ تو ''شَہِدَ'' کا مضمون اس پر صادق نہیں آئے گا۔

''شَہِدَ'' کا مطلب ہے جو گواہ بن جائے، جو دیکھ لے، جو پالے۔ مگر سائنس دان ہی یہ بھی آپ کو بتاتے ہیں اور قطعیت سے بتاتے ہیں کہ اگر اتنے منٹ سے اوپر چاند ہو چکا ہو یعنی سورج ڈوبنے کے بعد مثلاً پندرہ منٹ کی بجائے بیس منٹ تک رہے تو پہلے پندرہ منٹ میں اگر دکھائی نہیں دے سکتا تو آخری پانچ منٹ میں دکھائی دے سکتا ہے۔ یا اس کا زاویہ اتنا ہو کہ وہ زمین کے ایسے افق سے اونچا ہو چکا ہو جو افق چاند اور ہماری راہ میں حائل رہتا ہے اس سے جب اونچا ہوگا تو لازماً دیکھ سکتے ہو۔ پھر بادل ہوں تو الگ مسئلہ ہے لیکن اگر بادل نہ ہوں تو لازماً ننگی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو تو پھر ''شَہِدَ مِنکُم'' کا حکم صادق آ گیا۔ کیونکہ ''شَہِدَ'' میں ساری قوم کا دیکھنا تو فرض تھا ہی نہیں۔ کچھ بھی دیکھ سکتے ہوں لیکن اس طرح دیکھ سکتے ہوں جیسے انسان کی توفیق ہے کہ ننگی آنکھ سے دیکھ سکے وہ فتویٰ لازماً ساری قوم پر برابر صادق آئے گا اور وہ لوگ جن کا افق ایک ہے وہ سائنسی ذرائع سے معلوم کر کے پہلے سے فیصلہ کر سکتے ہیں''۔

غیر معمولی دنوں والے علاقوں میں روزے

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

''**اب ایک بحث یہ ہے کہ رمضان کو سورج سے کیوں نہیں باندھا؟** اس میں بہت سی حکمتیں ہیں مثلاً ہر ملک کا موسم الگ الگ ہے۔ بعض ممالک ایسے ہیں جن میں سردیوں میں دن بالکل چھوٹے رہ جاتے ہیں اور گرمیوں میں بے انتہا لمبے ہو جاتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جہاں شدید گرمی ہے اور دن برابر ہیں۔ بعض ایسے ہیں جہاں شدید گرمی ہے اور پھر دن برابر نہیں ہیں۔ تو اگر سورج کے حساب سے ایک ہی مہینہ مقرر کر دیا جاتا تو وہ مہینہ ہر جگہ ایک ہی طرح، ایک ہی موسم میں رہتا۔ کبھی اس میں تبدیلی نہ ہوتی۔ ناروے کے لوگوں کے لئے مثلاً اگر وہ مہینہ سردیوں میں ہوتا تو ناروے کے لوگوں کے لئے ادھر روزہ رکھا ادھر کھولنے کا وقت آ گیا۔ اور جو جنوبی قطب کے پاس رہتے ہیں ان کا روزہ ختم ہی نہ ہوتا۔ جو زیادہ قریب ہیں وہ تو سال بھر روزہ چلتا لیکن جو ذرا فاصلے پر ہیں ان کا بھی ہوسکتا ہے

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

تئیس (۲۳) گھنٹے کا روزہ ہو۔ ایک گھنٹے کے اندر نمازیں بھی پڑھنی ہیں، تہجد بھی پڑھنی ہے، کھانا بھی کھانا ہے اور پھر تئیس (۲۳) گھنٹے کے روزے کے لئے تیاری کرنی ہے۔ اول تو جو تئیس (۲۳) گھنٹے والا واقعہ ہے وہ احادیث کے مضمون کی روشنی میں حقیقت میں ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ بھی میں آپ کو اچھی طرح سمجھا دوں۔ اس لئے یہ قرآن کریم میں جو فرمایا ہے علامتیں جاری فرمائی ہیں دو طرح سے۔ ایک علامتیں وہ ہیں جن کا تعلق چاند سے ہے، ایک علامتیں وہ ہیں جن کا تعلق سورج سے ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں عبادتیں دونوں طرح اکٹھی ہوگئی ہیں۔ کسی اور مہینے میں اس طرح عبادتیں اکٹھی نہیں ہوئیں جس طرح رمضان کے مہینے میں عبادتیں ہر پہلو سے جڑ گئی ہیں **یعنی سورج کے سال کا بھی تعلق ہے اور چاند کے سال کا بھی تعلق ہے۔** جہاں تک قرآن کریم کی عبادات کا تعلق ہے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ روزانہ نمازیں بھی تو مغرب کے بعد آتی ہیں۔ آتی تو ہیں مگر وہ سورج کے حوالے سے آتی ہیں، چاند کے حوالے سے نہیں۔ پانچ نمازیں جو فرض ہیں اور تہجد کے وقت یہ سارے کے سارے سورج کی علامتوں سے تعلق رکھے ہوئے ہیں۔ چاند کے تعلق سے جو عبادت آتی ہے وہ صرف رمضان کی ہے یا پھر حج ہے جو چاند سے تعلق رکھتا ہے مگر اس کے علاوہ تمام عبادتیں سورج سے تعلق رکھتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورج کے ساتھ نمازوں کو باندھ کر یہ بات ناممکن بنادی ہے کہ ایک انسان علامتوں کے مطابق ایسی جگہ پانچ نمازیں ادا کرسکے جو شمالی قطب یا جنوبی قطب کے بہت قریب ہو۔ اور یہ ناممکن بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع فرمادی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے، دجال کا زمانہ جب کہ دن دنیا میں بعض جگہ روزمرہ کے چوبیس گھنٹے کے دن ہونگے، اکثر جگہ تو یہی ہوگا، لیکن بعض ایسی جگہیں بھی ہونگی جہاں لمبے بھی ہوں، کہیں چھ مہینے کا دن بھی ہوگا، کہیں سال کا دن بھی ہوگا۔ یہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا تا کہ آئندہ زمانے کے انسان کے لئے مشکل نہ رہے۔ اس کے ساتھ ہی **صحابہ میں سے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیا جب ایک سال کا دن آئے گا تو ہم اس ایک سال میں پانچ نمازیں پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا بالکل نہیں، اندازہ لگا کر اپنے ویسے ہی دن تقسیم کرنا جیسے روزمرہ کے معمول کے دن ہیں اور جب وہ دن گزرے تو اس کے مطابق اپنی پانچ نمازیں پوری کیا کرنا۔**

تو جہاں سورج کی ظاہری علامتیں قاصر رہ جائیں کہ وہ ایک دن کے خدوخال کو نمایاں کرسکیں، جہاں سورج کی ظاہری علامتیں عاجز آجائیں کہ دن کو چوبیس گھنٹے کے اندر باندھے رکھیں وہاں نمازوں کے احکامات بدل گئے، وہاں اندازے شروع ہوگئے اور اندازوں کی شریعت نے اجازت دی۔ اور اس میں حکمت ظاہر و باہر ہے۔ اول تو یہ کہ لمبے روزے میں تو سارے ہی شہید ہو جاتے ایک ہی روزے میں۔ اور چھوٹے روزے کا پتہ ہی نہ لگتا کہ کیسے رکھیں۔ وہ ایک تماشا سا بن جاتا۔ مگر جہاں بھی یہ اجنبی دن چڑھتے ہیں خواہ وہ ایک دن کے چوبیس گھنٹے کے دائرے میں بھی رہیں تو قرآن کریم کا کمال یہ ہے۔ عبادت کی علامتیں ایسی بتائی ہیں کہ وہاں علامتیں عبادت کو ان دنوں کے اندر ساکت کر دیتی ہیں اور اندازہ شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی غیر معمولی دن کے لئے ضروری نہیں کہ چوبیس گھنٹے سے لمبا ہو۔ چوبیس گھنٹے سے قریب دن پہنچا ہوا ہو تب بھی وہ ناممکن دن بن جائے گا اور جہاں وہ ناممکن دن بنے گا وہیں اندازہ شروع ہو جائے گا..........۔

بات یہ ہے کہ اگر دن فرض کریں اٹھارہ گھنٹے کا ہو یعنی سورج نکلنے سے (روزے کی بات نہیں کررہا)۔ دن سورج نکلنے سے سورج غروب ہونے تک اٹھارہ گھنٹے ہوں تو پیچھے چھ گھنٹے کی جو رات رہ جائے گی اس رات میں صبح اور شام کی شفق اتنی پھیل چکی ہوگی کہ ان کے درمیان سیاہی آئے گی ہی نہیں۔ پس جب سیاہی غائب ہوگئی تو نمازوں کی تقسیم ممکن نہ رہی۔ مغرب کس وقت پڑھیں گے، عشاء کس وقت پڑھیں گے، تہجد کس وقت ہوگی، صبح کس وقت طلوع ہوگی یہ ایک ہی چیز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہم نے خود یہ ایسے دن دیکھے ہیں۔ جب ہم گرمیوں میں ایک دو سال پہلے ناروے گئے تھے شمال کی طرف تو جہاں چوبیس گھنٹے کا دن شروع ہو چکا تھا وہاں تو بالکل ہی معاملہ اور ہے۔ وہاں تو صبح بھی سورج، دوپہر کو بھی، رات کو بھی، آدھی رات کو بھی، اور سورج نکلے ہوئے میں تہجد پڑھنی پڑتی تھی مگر اندازے کر کے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اصدق الصادقین ہیں، سب سچوں سے بڑھ کر سچے اور یہ ایک بات بھی آپ کی سچائی پر سورج سے بڑھ کر زیادہ روشن گواہ بن جاتی ہے۔ اس اندھیرے زمانے میں اتنی روشنی سے چودہ سو سال بعد کے حالات معلوم کئے اور ان پر روشنی ڈالی۔ اتنی دور تک روشنی ڈالنے والا نبی اس شان کا کوئی دکھاؤ تو سہی۔ فرمایا وہ دن ہونگے جب بھی وہ دن عام عادت سے بدل چکے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہے روزمرہ کے عادی دنوں کے مطابق اندازے کرنا۔ عادی دن وہ ہیں جن میں پانچ نمازیں سورج کی علامتوں کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز کی جاسکتی ہیں۔ جہاں وہ نمازیں ممتاز نہیں ہوسکتیں وہاں اندازہ شروع۔ اور پھر کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔

تو اس لئے **یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ رمضان مبارک کو چاند کے ساتھ جو باندھا ہے اب میں اس طرف واپس آرہا ہوں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ مہینہ جگہ جگہ بدلتا رہتا ہے۔ کبھی یہ جنوب والے لوگوں کے لئے آسان ہو جاتا ہے، کبھی شمال والوں** کے لئے۔ پس ایسے موقع پر اگر یہ سورج والا مہینہ ہوتا تو بعض لوگوں پر ہمیشہ بہت ہی سخت رہتا۔ لمبے سے لمبا دن اور پُر آزار دن جس میں گرمی سے لوگوں کی زبانیں سوکھ جاتیں اور تڑپ تڑپ کے بعض جان دے دیتے۔ ہمیشہ مسلسل ایسی ہی تکلیف لے کر ان کے لئے آتا۔ اور بعض جگہ اتنا چھوٹا ہوتا اور موسم بھی ٹھنڈا کہ ان کو پتہ بھی نہ لگتا بلکہ ان کے لئے یہ مصیبت ہوتی کہ کھائیں کیسے۔ ایک روزہ افطار بھی کریں اور سحر بھی کریں، بیچ میں تہجد بھی پڑھیں۔ چند گھنٹوں کے اندر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس کتنے گھنٹے کے لئے ممکن ہے اس کی علامتیں ساتھ بیان فرمادی گئیں کہ **جہاں سورج کی علامتوں سے عبادتیں کھل کے واضح ہوں، جہاں رمضان پر یہ بات صادق آئے کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے ممتاز ہوسکے وہ دن معمول کے دن ہیں۔ جہاں ان میں سے کوئی علامت اطلاق نہ پائے وہاں تم نے اندازے کرنے ہیں۔**

..........معمول کے دن قرآن کی تعریف سے یہ بنیں گے کہ جن دنوں میں صبح کی سفیدی اور شام کی شفق کے درمیان ایک اندھیرا حائل ہوتا کہ قرآن کریم کی یہ بات پوری اتر سکے کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے الگ ہو جائے۔ اور اگر دونوں دھاگے ہی سفید ہوں تو پھر الگ کیسے ہونگے۔

اس لئے **تمام جماعتوں میں علماء کے ایسے بورڈ بنانے چاہئیں ان تمام جماعتوں میں جو یا جنوب کے زیادہ قریب ہیں یا شمال کے زیادہ قریب ہیں تا کہ اپنی اپنی جماعتوں کی راہنمائی کرسکیں۔** اور امر واقعہ یہ ہے کہ ایک ہی ملک میں بعض دفعہ ایک رمضان ایک جگہ غیر معمولی ہو جاتا ہے، دوسری جگہ معمولی رہتا ہے اور جتنا شمال کی طرف یا جنوب کی طرف جائیں گے اتنا ہی ایک ملک کے اندر رہتے ہوئے بھی تفریق کرنی پڑتی ہے۔ پس بجائے اس کے کہ آپ ہر بات مرکز سے لکھ کر ہم سے حساب کروائیں آبزرویٹری (Observatory) جو بھی ہے، جو بھی ان کی رصدگاہیں بنی ہوئی ہیں جہاں سے وہ زمین و آسمان کا مطالعہ کرتے ہیں یعنی موسمیات کے دفتر اور ان کے محکمے ان سے مشورہ کر کے تو **مختلف جماعتوں کے لئے رمضان سے پہلے ہی ان کے شیڈول (Schedule) بنانے چاہئیں۔** اور بتانا چاہئے کہ فلاں جماعت کا معمول کا رمضان فلاں دن سے فلاں دن تک ہے اور فلاں دن سے فلاں دن تک کا جو رمضان کا حصہ ہے وہ معمول سے نکل گیا ہے اس لئے وہاں آپ کو قرآن کریم اختیار دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن کا مفہوم سمجھا، اور وہی درست ہے، وہ آپ کو اختیار دیتا ہے کہ اندازے کے مطابق اپنی نمازوں کو بھی تقسیم کریں اور روزوں کے وقت بھی مقرر کریں۔

اور ایسی صورت میں دو طریق ہیں۔ دونوں میں سے ایک آپ اختیار کرسکتے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ معمول کے دن کے روزوں سے مراد بارہ گھنٹے کا دن بارہ گھنٹے کی رات لے لی جائے جو وسطی ہے۔ لیکن اگر یوں کریں گے تو ان دنوں کا ملک کے باقی دنوں سے بہت زیادہ فرق ہو جائے گا۔ اور جہاں بھی معمول کے دنوں کا غیر معمولی دنوں سے جوڑ ہوگا وہاں تفریق بہت بڑی ہو جائے گی۔ اس لئے **دوسرا جو طریق ہے جو میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے** وہ یہ ہے کہ اپنے **سے قریب تر معمول کے دنوں کے مطابق عمل کریں۔** یعنی اگر ساٹھ یا ستر ڈگری شمال پر ایک ملک کا کوئی شہر آباد ہے اور اس ملک کا ایک حصہ پچاس ڈگری یا چالیس ڈگری شمال پر بھی ہے اگر ایک سال میں جو جنوبی حصہ ہے اس کا سارا رمضان معمول کا رمضان ہے یعنی سورج کی علامتیں اور چاند کی علامتیں پوری اس پر صادق آرہی ہیں اور شمالی حصے پر صادق نہیں آرہیں تو بجائے اس کے کہ وہ چھلانگ لگا کر خط استواء تک پہنچے اور وہاں کا معمول پکڑے، **عقل تقاضا کرتی ہے کہ اپنے ہی ملک میں جو قریب تر جگہ ہے جہاں معمول کے روزے چل رہے ہیں ان کے اندازے کے مطابق اپنے روزوں کے اندازے کرلیا کرے۔ تہجد کا وقت بھی اس کے مطابق کرے اور سحری کا وقت بھی اور افطاری کا وقت بھی۔** اور اس طریق پر انشاء اللہ تمام جماعت اسلامی کو وقت کے اختلاف کے باوجود بھی ایک وحدت ضرور نصیب ہوگی۔ اور وحدت کے مختلف رنگ ہیں۔

ایک وحدت یہ ہے کہ ایک ہی اصول کے مطابق سب چلیں۔ نئے اصول اپنی اپنی جگہ الگ نہ گھڑیں۔ قرآن کریم نے جو اصول بنایا ہے وہ بڑا واضح اور قطعی ہے جو میں آپ کے سامنے کھول چکا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اس کا مطلب سمجھا اور دنیا پر خوب کھول دیا اس کے بعد آپ اس اصول پر عمل کریں۔ پھر خواہ کسی کا رمضان کسی اور دن شروع ہو اور کسی کا اور دن شروع ہو وحدت میں فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ **وحدت توحید کی اطاعت سے** وابستہ ہے۔ انسانی گھڑیوں کے حساب سے وحدت نہیں بنائی جاسکتی۔ اتنا فرق پڑ جاتا ہے زمین کے دَور کی وجہ سے کہ ایک دن یہاں جمعہ ہے تو ایک ایسی جگہ ہے جہاں جمعرات ہے۔ اور اسی وقت ایک جگہ ایسی ہے جہاں ہفتہ طلوع ہو چکا ہے۔ تو زبردستی وحدت کیسے آپ بنائیں گے۔ توحید کے خلاف چل کر وحدت بنائی جاسکتی ہے؟ **جس خدا نے پیدا کیا ہے اس کی غلامی میں وحدت بنے گی، اس سے ہٹ کر نہیں بن سکتی۔ پس اس کے قوانین کو سمجھنا اور ان پر ایک اصول کے مطابق تمام دنیا میں یکساں عمل کرنا۔ پھر اگر وقت تبدیل بھی ہوں تو وحدت نہیں ٹوٹ سکتی۔** کیونکہ اللہ کے احکام کے تابع آپ منسلک رہیں گے، ایک لڑی میں منسلک رہیں گے۔ کوئی آپ کو الگ نہیں کرسکتا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19/جنوری 1996ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن جلد 3 شمارہ 10، مورخہ 8/مارچ 1996ء)

مکان برائے فروخت (جرمنی)

Haus Zu Verkaufen
NUR: 55,000- €
Stadt: Schotten.
ORT: Sichen Hausen
Oberhessen Germany

Nidda جماعت کے قریب

مزید معلومات کے لئے فون نمبر

صبح 8 بجے سے شام 5 بجے تک

01632910068

شام 7 بجے سے رات 9 بجے تک

06045 954691

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

ماہِ رمضان اور اس کے فضائل و برکات

(ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ دفتر P.S لندن)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں انسانی پیدائش کی غرض اور اس کے مقصد کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرماتا ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: 57) یعنی انسانی پیدائش کی اصل غرض اسی صورت میں ظاہر ہوسکتی ہے جب وہ عبادت کی کوشش میں اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور اپنی تمام استعدادیں خدا کی معرفت حاصل کرنے اور اس سے عبد اور معبود والا تعلق استوار کرنے میں استعمال کرے اور یہی انسان کی معراج ہے۔ عبادت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت اور کجی کو دور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنا دے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔ عرب کہتے ہیں مَوْرٌ مُعَبَّدٌ جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر پتھر ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو، اس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے اور اگر زمین کی کی جاوے تو اس میں انواع واقسام کے پھل پیدا ہوجاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے، اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر، پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 347)

عبادات کی اس معراج تک پہنچنے کیلئے خدا تعالیٰ نے انسان پر مزید یہ احسان کیا کہ اس کی راہنمائی کیلئے عبادت کے مختلف طریق اور راستے بھی اسے بتا دیئے۔ ان عبادتوں میں سے ایک عبادت خدا کی خاطر اسی کے احکام کے مطابق بھوک، پیاس برداشت کرنا اور اپنے جائز نفسانی جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے ان سے اجتناب کرنا بھی ہے، اس عبادت کو اسلامی اصطلاح میں "صوم" یعنی روزہ کہا جاتا ہے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے سال میں ایک ماہ کے روزے ہر عاقل، بالغ، صحت مند اور مقیم مسلمان مرد و عورت پر فرض قرار دیئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ روزوں کی فرضیت بیان کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

(البقرۃ:184)

یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اور جس مہینہ میں یہ روزے رکھنے امت مسلمہ کیلئے فرض کئے گئے اسے رمضان کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ ماہ رمضان کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾۔ (البقرہ:186)

یعنی رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔

قرآن کریم کے پہلے مخاطب سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں، جن کے قلب مطہر پر اس پاک اور دائمی کتاب کا نزول ہوا۔ آپ نے بھی اپنی امت کی راہنمائی اور ان کے دل و دماغ میں ماہ صیام کی اہمیت اور فضلیت اجاگر کرنے کیلئے متعدد مواقع اور مختلف پیرایوں میں اپنے زرّیں اقوال سے نوازا۔ حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے شعبان کے آخری روز ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ۔ شَهْرٌ مُبَارَكٌ۔ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَ قِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا۔ مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ۔ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ۔ وَ هُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَ الصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ۔ وَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ۔ وَ شَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ۔ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِّذُنُوْبِهِ وَ عِتْقُ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَ كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهِ شَيْءٌ۔ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ الصَّائِمَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِى اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مُذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شُرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ۔ وَ مَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شُرْبَةً لَّا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔ وَ هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَ اَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَ آخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ۔ (شعب الایمان للبیہقی کتاب الصیام باب فضائل شہر رمضان)

ترجمہ:۔ اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت اور شان والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے، ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو (ثواب وفضیلت کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں کی عبادت کو اختیاری قرار دیا ہے۔ جس شخص نے اس مہینہ میں کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی تو گویا اس نے عام دنوں میں اس نفل کے برابر فرض کی ادائیگی کی۔ جس نے اس مہینے میں فرض ادا کیا تو گویا اس نے عام دنوں میں اس فرض کے برابر مزید ایک اور فرض ادا کیا۔ اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے اور اسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثوب ملتا ہے بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو۔ صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس روزہ دار کی افطاری کرانے کیلئے کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ افطاری کا یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا کرتا ہے جو روزہ دار کو دودھ کی لسی سے یا کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ کھلوا دیتا ہے اور جو روزہ دار کو سیر کرائے اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزول رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے اور جس کا آخر آگ سے آزادی کا زمانہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَ لَا يَجْهَلْ وَ اِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ اَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ۔ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ وَ شَهْوَتَهُ مِنْ اَجْلِيْ۔ اَلصِّيَامُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا۔

(بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم)

ترجمہ:۔ روزہ ایک ڈھال ہے پس روزہ دار نہ تو کوئی بے حیائی کا کام کرے اور نہ ہی کوئی جہالت کی بات کرے۔ اور اگر کوئی شخص اس سے جھگڑا کرے تو وہ دو مرتبہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو خدا تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ عزیز ہے کیونکہ روزہ دار اپنا کھانا، پینا اور جنسی ضروریات میری خاطر ترک کرتا ہے۔ پس روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں اور ایک نیکی کا بدلہ اس جیسی دس نیکیاں ہیں۔

پس رمضان المبارک کی خصوصیت یہ ہے کہ اس مہینہ میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت و شفقت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے معمولی عملوں کا بہت بڑھ چڑھ کر اجر عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ روزہ کی وہ خود جزا بن جاتا ہے۔ اسی طرح اس مبارک مہینہ میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے نیکی کی طرف مائل کرنے والی قوتوں کو پہلے سے بہت زیادہ متحرک کر دیتا اور بدی کی طرف مائل کرنے والی قوتوں کو مسدود کر دیتا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی ایک حدیث مبارکہ میں اس مضمون کو بیان فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَ سُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ۔

(بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس و جنودہ)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔

ہماری راہنمائی کیلئے اسی مضمون کو زیادہ وضاحت اور زیادہ تفصیل کے ساتھ حضور ﷺ نے ایک دوسری حدیث مبارکہ میں یوں بیان فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَ يَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَ لِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَ ذٰلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ۔

(سنن ترمذی کتاب الصوم باب فی فضل شہر رمضان)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کے مہینہ کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور ان کے سرغنہ کو قید کر دیا جاتا ہے اور جہنم کے تمام دروازے اس طرح بند کر دیئے جاتے ہیں کہ کوئی ایک دروازہ بھی کھلا نہیں ہوتا اور جنت کے تمام دروازے اس طرح کھول دیئے جاتے ہیں کہ کوئی ایک دروازہ بھی بند نہیں رہتا اور ایک منادی کرنے والا منادی کرتا ہے کہ اے بھلائی کے خواہاں آگے بڑھ اور اے بدی کے طالب رک جا، اللہ کی طرف سے آگ سے نجات مل رہی ہے۔ اور یہ اعلان رمضان کی ہر رات کیا جاتا ہے۔

پس رمضان المبارک سے مراد ہے خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں اور رحمتوں کا مہینہ جس میں خدا کی تڑپ رکھنے والے کیلئے نیکی کے تمام تر راستے کشادہ کر دیئے جاتے ہیں اور بدی کی تمام راہیں مسدود کر دی جاتی ہیں اور بھلائی کے حصول کیلئے جوش اور ایک خاص ذوق و شوق پیدا کر کے اس کے متعدد مواقع مہیا کئے جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کیلئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا، اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ عرب کیلئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 136، جدید ایڈیشن)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرۃ: 186) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس ﴿اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرۃ:186) میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ سلمان یعنی الصلحان کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو

صلح ہوں گی۔ ایک اندرونی اور دوسری بیرونی۔ اور یہ اپنا کام رفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے۔ اور میں مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی۔ تو میں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جارہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 562,561، جدید ایڈیشن)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ رمضان اور روزہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"روزہ جو بہ نسبت دیگر عبادات کے ایک عمدہ عبادت ہے جس سے مومن متبع انوار الٰہی کو حاصل کرسکتا ہے اور مکالمات الٰہی کا تجلی گاہ ہوسکتا جیسا کہ کلام نبوت میں وارد ہوا ہے کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اُجْزیٰ بِہٖ (بخاری کتاب الصوم) یعنی بصیغہ مجہول ترجمہ روزہ مومن کا خاص میرے ہی لئے ہوتا ہے جس میں ریا وغیرہ کو کچھ دخل نہیں اور اس کی جزا میں خود ہو جاتا ہوں۔ یا اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ بصیغہ معروف کہ میں بلا وساطت غیرے خود اس کی جزا دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ من الاحادیث الصحیحہ۔ یہ احادیث اس امر پر صریح دال ہیں اور سرّ اس میں یہی ہے کہ انسان روزے میں فجر سے لے کر شام تک تینوں خواہشوں کھانے، پینے، جماع سے رکا رہتا ہے اور پھر اس کے ساتھ اپنے آپ کو ذکر الٰہی، تلاوت، نماز، درود شریف کے پڑھنے میں مشغول رکھتا ہے تو پھر اس کی روح پر عالم غیب کے انوار کی تجلّی اور ملاء اعلیٰ تک اس کی رسائی کیونکر نہ ہوگی۔ اور یہ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ رمضان شریف میں شیطان زنجیروں میں بند کئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ملہم غیبی آواز دیتا ہے کہ اے طالب نیکی کے! اس طرف کو آ اور اے برائی کے کرنے والے! کوتاہی کر۔ یہ سب ایسی احادیث اسی امر لطیف کی طرف اشارہ کررہی ہیں۔ پس کوئی شبہ نہیں کہ ظلمات جسمانیہ کے دور کرنے کے لئے روزہ سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں اور انوار و مکالمات الٰہیہ کی تحصیل کیلئے روزہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب کوہ طور پر تیس بلکہ چالیس روزے رکھے تب ہی ان کو توارت ملی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غار حرا کے اعتکاف میں روزوں کا رکھنا ثابت ہے جس کے برکات سے نزول قرآن کا شروع ہوا اور خود قرآن مجید بھی اسی طرف ناظر ہے کہ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ اور مسیح موعود نے بھی چھ ماہ یا

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

زیادہ مدت تک روزے رکھے ہیں جن کی برکات سے ہزاروں الہامات کے وہ مورد ہورہے ہیں۔"

(خطبات نور صفحہ 230)

پھر فرمایا:۔

”روزہ ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ (بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم) روزہ میرے لئے ہے کیونکہ روزے میں خدا تعالیٰ کی صفات کا رنگ ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، نہ اس کی کوئی عورت ہے ایسا ہی روزہ دار بھی تھوڑے وقت کے واسطے محض خدا کی خاطر بنتا ہے۔“

(خطبات نور صفحہ 400)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان اور روزہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص برکات اور خاص رحمتیں لے کر آتا ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام اور احسان کے دروازے ہر وقت ہی کھلے رہتے ہیں اور انسان جب چاہے ان سے حصہ لے سکتا ہے صرف مانگنے کی دیر ہوتی ہے ورنہ اس کی طرف سے دینے میں دیر نہیں لگتی کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہاں بندہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بعض دفعہ دوسروں کے دروازہ پر چلا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے بعد ایک عورت کو دیکھا کہ وہ پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر پھر رہی تھی۔ اسے جو بچہ بھی نظر آتا وہ اسے اٹھا کر اپنے گلے سے لگا لیتی اور پیار کر کے چھوڑ دیتی۔ آخر اسی طرح تلاش کرتے کرتے اسے اپنا بچہ مل گیا اور وہ اسے لے کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا اس عورت کو اپنا بچہ ملنے سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی اللہ تعالیٰ کو اپنے گمشدہ بندہ کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔ سو اس رحیم و کریم ہستی سے تعلق پیدا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ ہر گھڑی رمضان کی گھڑی ہوسکتی ہے اور ہر لمحہ قبولیت دعا کا لمحہ بن سکتا ہے۔ اگر دیر ہوتی ہے تو بندہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ بھی اس کے احسانات میں سے ہی ہے کہ اس نے رمضان کا ایک مہینہ مقرر کر دیا تا کہ وہ لوگ جو خود نہیں اٹھ سکتے ان کو ایک نظام کے ماتحت اٹھنے کی عادت ہو جائے اور ان کی غفلتیں ان کی ہلاکت کا موجب نہ ہوں۔

پس یاد رکھو کہ روزے کوئی مصیبت نہیں ہیں۔ اگر یہ کوئی دکھ کی چیز ہوتی تو انسان کہہ سکتا تھا کہ میں دکھ میں کیوں پڑوں۔ لیکن جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے روزے دکھوں سے بچانے اور گناہوں سے محفوظ رکھنے اور اللہ تعالیٰ کی لقاء حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں اور گو بظاہر یہ ہلاکت کا باعث معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انسان فاقہ کرتا ہے، جاگتا ہے، بے وقت کھانا کھاتا ہے جس سے معدہ خراب ہو جاتا ہے اور پھر ساتھ ہی اس کے یہ احکام بھی ہیں کہ صدقہ و خیرات زیادہ کرو اور غرباء کی پرورش کا خیال رکھو مگر یہی قربانیاں ہیں جو اسے خدا تعالیٰ کا محبوب بناتی ہیں اور یہی قربانیاں ہیں جو قومی ترقی کا موجب بنتی ہیں“۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 383,382)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ رمضان کی برکات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ (سورۃ البقرہ :187) کہ جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ میں کہاں ہوں اور مجھے کیسے پایا جاسکتا ہے؟ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ تو تیرے جواب دینے سے پہلے ہم ان کو بتا رہے ہیں کہ میں ان کے قریب ہوں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے رسول تو ان سے کہہ دے کہ میں قریب ہوں بلکہ فرمایا میں خود کہتا ہوں کہ میں قریب ہوں ﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ (سورۃ البقرہ :187) میں ان کی دعوت کا جواب دیتا ہوں، ان کی پکار کو سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں لیکن یہ یکطرفہ راستہ نہیں ہے۔ وہ یہ نہ سمجھیں گویا اللہ تعالیٰ ان کا نوکر بن گیا ہے کہ وہ حکم دیتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ منظور کرتا چلا جائے گا۔ فرمایا یہ تعلق کا دوطرفہ رستہ ہے فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وہ میری باتوں کا بھی جواب دیا کریں اور ان کے فوائد کی خاطر جو نصیحتیں میں ان کو کرتا ہوں ان پر عمل کیا کریں تب یہ رشتہ چلے گا اور یہ نصیحتیں وہ ہیں جو اس سے پہلے روزے کے متعلق کی جاچکی ہیں۔

الغرض روزے کا اللہ تعالیٰ خود جواب ہے وہ خود اس کا پھل ہے اور اسی پھل کی طرف مذکورہ بالا آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ فرمایا اگر تم مجھے ڈھونڈتے ہو تو روزے کی عبادت اختیار کرو یہ کامل عبادت ہے۔ اس عبادت کے بعد تم سب سے اعلیٰ جنتیں حاصل کرلو گے اور وہ میری رضا کی جنتیں ہیں۔ دنیا میں کوئی عبادت بھی ایسی متصور نہیں ہوسکتی جو ساری عبادتوں کی جامع ہو سوائے روزے کے۔ اس میں ہر چیز آجاتی ہے بدنی، جسمانی، جذباتی، روحانی۔ غرض عبادت کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو روزے میں نہ آتا ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ خود روزے کا مقصود بن جاتا ہے۔

اس مضمون کی احادیث تو بکثرت ملتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں اس طرف کہاں اشارہ ہے؟ سو اوّل تو یہاں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے روزے کا مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات کو قرار دیا گیا ہے، روزوں کے حکم کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو رکھ دیا۔ فرمایا اگر روزے رکھو گے تو میں تمہارے قریب آجاؤں گا، اگر عبادتوں کا حق ادا کرو گے تو میں تمہارے پاس ہوں گا۔ لیکن اس سے پہلے جو آیات گزری ہیں ان میں بھی اس مضمون کو بڑے عجیب طریق پر بیان فرمایا۔ چنانچہ فرماتا ہے ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ﴾ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ اس پر بہت سے علماء نے بحث اٹھائی کہ قرآن کریم کا آغاز تو ہوسکتا ہے رمضان شریف میں ہوا ہو لیکن یہ کہنا کہ رمضان میں ہی قرآن اتارا گیا، درست نہیں ہے۔ قرآن کریم تو نبوت کے سالوں میں مختلف وقتوں میں اترتا رہا ہے۔ اس کا جواب بعض مفسرین نے یہ دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ رمضان میں ایک دفعہ پورے کا پورا قرآن نازل ہو جایا کرتا تھا جبکہ سال کے باقی حصے میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ پس اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ سے مراد یہ ہوگی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل رمضان شریف میں قرآن دہروایا کرتا تھا یہاں تک کہ جب قرآن مکمل ہوگیا تو پھر جو رمضان آیا ہوگا اس میں لازماً سارا قرآن ایک دفعہ اتر گیا۔

یہ معنی بھی درست ہیں۔ ان کو غلط نہیں کہا جاسکتا کیونکہ قرآن کریم کے بہت سے بطون ہیں مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں گویا سارا قرآن اتارا گیا ہے۔ یعنی قرآن شریف کیوں اتارا گیا ہے؟ اس کا جواب دیا کہ رمضان شریف کے متعلق اتارا گیا ہے۔

اب بظاہر تو قرآن شریف بہت زیادہ وسیع ہے اور رمضان کے جو احکامات ہیں وہ محدود ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ تجزیہ کریں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ قرآن کریم جس جس مقصد کی خاطر اتارا گیا ہے وہ سارے مقاصد رمضان شریف میں پورے ہو جاتے ہیں۔ ایک بھی مقصد بلکہ اس کا ایک ذرہ بھی رمضان شریف سے باہر نہیں رہ جاتا۔ عبادت کی جتنی بھی قسمیں بیان ہوئی ہیں وہ ساری روزوں کے اندر آجاتی ہیں۔ خدمت خلق کی جتنی قسمیں بیان ہوسکتی ہیں وہ ساری روزہ کے اندر آجاتی ہیں۔ روزہ ہمدردی کی انتہا بھی سکھاتا ہے اور خشوع و خضوع کا کمال بھی انسان کو عطا کرتا ہے، عجز کی راہیں بھی بتاتا ہے اور غریبوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ شامل کرنے کے طریق بھی انسان کو سکھاتا ہے۔ غرضیکہ قرآن کریم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ رمضان شریف ہے اور جو شخص رمضان میں سے سر جھکاتے ہوئے اور اس دروازے سے کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا رنگ اختیار کرتے ہوئے گزرے گا گویا اس نے قرآنی تعلیمات کا سارا پھل پا لیا اور جو کچھ بھی قرآن لے کر آیا تھا وہ سارا اس کے نصیب میں آگیا۔

اس تشریح کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم احادیث نبوی پر غور کرتے ہیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھی بات اپنی طرف سے نہیں کی۔ آپ نے روزے کی تمام خوبیاں جو بیان فرمائی ہیں وہ مبنی بر قرآن بیان فرمائی ہیں۔ آپ نے بعض اور آیات سے بھی استنباط فرمایا ہوگا۔ لیکن اس آیت ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ﴾ سے تو بڑا واضح استنباط فرمایا کیونکہ وہی مضمون بیان فرماتے ہیں جو اس میں بیان ہوا ہے کہ قرآن کریم کا مقصود رمضان ہے۔ قرآن کریم کے سارے پھل رمضان سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے گویا سارا قرآن رمضان کے بارہ میں اتارا گیا ہے۔ چنانچہ وہ ساری خوبیاں جو عبادت کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی طرف منسوب فرمائیں۔ فرمایا باقی ساری عبادتیں ایسی ہیں جن میں بندے کے اغراض کا بھی دخل ممکن ہے مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو خالصۃً اللہ کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے روزوں کو کلیۃً اپنا کہتا ہے کہ یہ میرے ہیں اور فرماتا ہے کہ باقی نیکیوں کی جزا تو مختلف قسم کی جنتیں ہیں مگر رمضان کی جزا میں خود ہوں۔

پس قرآن کریم کا سب سے اعلیٰ مقصد یعنی اللہ کو پا لینا، یہ رمضان کے ساتھ وابستہ ہے ...... رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے، رمضان شریف تمام عبادتوں کا ارتقا ہے، رمضان شریف انسان کو اس مقصد کی طرف لے کر جاتا ہے جس کی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے، یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے اور اللہ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اس کے باوجود بڑے ہی بدقسمت ہوں گے وہ لوگ جو رمضان کو پائیں اور خالی ہاتھ اس میں سے نکل جائیں۔ رمضان کی برکتوں میں سے ہو کے نکلیں لیکن یہ پانی ان کو نہ چھوئے اور چکنے گھڑے کی طرح ویسے کے ویسے وہاں سے آگے چلے جائیں، یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ ایسی بدقسمتی ہے کہ آپ کروڑوں مسکینوں کو بھی کھانا کھلا دیں تو بھی یہ نیکی اس

نعمت کی محرومی کا بدلہ نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ہر وہ احمدی جو استطاعت رکھتا ہے اور اپنے نفس کا تجزیہ کر کے جانتا ہے کہ وہ بیمار نہیں ہے بلکہ صرف کمزوری محسوس کر رہا ہے، اس کو لازماً آگے بڑھنا چاہئے اور روزے رکھنے چاہئیں............ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم رمضان کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ فوائد اٹھائیں۔"

(خطبات طاہر۔ جلد دوم صفحہ 315)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ رمضان کی اہمیت وفضلیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

" اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو روزوں کی فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا یہ اس لئے ضروری ہے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو، تا کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو، تا کہ تمہارے اندر خدا کا خوف پیدا ہو، تا کہ تمہارے اندر یہ احساس پیدا ہو کہ خدا کی ناراضگی مول لے کر کہیں ہم اپنی دنیا و آخرت برباد کرنے والے نہ بن جائیں، تا کہ یہ احساس پیدا ہو اور اس کیلئے کوشش کرو کہ ہم نے خدا کا پیار حاصل کرنا ہے۔ تو یہ مقصد ہیں جن کے حاصل کرنے کیلئے ہمیں روزے رکھنے چاہئیں اور یہ وہ مقصد ہیں جن کے حاصل کرنے کیلئے ہمیں رمضان کا انتظار ہونا چاہئے۔ تبھی ہم گزشتہ سال میں جو رمضان گزرا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، اس میں جو ہم نے نیکیاں کی تھیں، جو تقویٰ اختیار کیا تھا، جو منزلیں ہم نے حاصل کی تھیں، ان کا فیض پا سکتے ہیں۔

اس رمضان میں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں کیا ان پر ہم قائم ہیں۔ کہیں اس سے بھٹک تو نہیں گئے۔ اگر بھٹک گئے تو رمضان نے ہمیں کیا فائدہ دیا اور یہ رمضان بھی اور آئندہ آنے والے رمضان بھی ہمیں کیا فائدہ دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اگر یہ فرض روزے رکھو گے تو تقویٰ پر چلنے والے ہو گے، نیکیاں اختیار کرنے والے ہو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہو گے۔ لیکن یہ کیا ہے کہ ہمارے اندر تو ایسی کوئی تبدیلی نہیں آئی جس سے ہم کہہ سکیں کہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ بات تو سو فیصد درست ہے کہ خدا تعالیٰ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ بندہ جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہے۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے اندر ہی کمزوریاں اور کمیاں ہیں۔ یا تو پہلے جتنے بھی رمضان گزرے ان سے ہم نے فائدہ نہیں اٹھایا، یا وقتی فائدہ اٹھایا اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے چلے تھے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ تقویٰ کا جو معیار گزشتہ رمضان میں حاصل کیا تھا، یہ رمضان جو اَب آیا ہے، یہ ہمیں نیکیوں میں بڑھنے اور تقویٰ حاصل کرنے کے اگلے درجے دکھاتا۔

پس جنہوں نے گزشتہ سال کے رمضان میں اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں، جو تقویٰ حاصل کیا، جو تقویٰ کے معیار اپنی زندگیوں کے حصے بنا لئے وہ تو خوش قسمت لوگ ہیں اور اب ان کے قدم آگے بڑھنے چاہئیں۔ اور جو بھُلا بیٹھے یا جنہوں نے کچھ حاصل ہی نہیں کیا ان کو سوچنا چاہئے کہ روزے ہمیں کیا فائدہ دے رہے ہیں۔ اگر کسی چیز کا فائدہ ہی نہیں ہے تو اس کو کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا روزوں کا فائدہ ہے اور یقیناً ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ پس ہم سے جو غلطیاں ہوئیں اس کی خدا سے معافی مانگنی ہو گی اور یہ عہد کرنا ہو گا کہ اے میرے خدا میری گزشتہ کوتاہیوں کو معاف فرما اور اس رمضان میں مجھے وہ تمام نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما جو تیرا قرب دلانے والی ہوں اور مجھے اس رمضان کی برکات سے فیضیاب کرتے ہوئے ہمیشہ تقویٰ پر چلنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ جب ہم اس طرح دعا کریں گے اور اس طرح اپنے جائزے لے رہے ہوں گے تو ان نیکیوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ بہت سی برائیاں بھی چھوڑنی ہوں گی جن کے ترک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے۔ ورنہ تو ہمارے یہ روزے، روزے نہیں کہلا سکتے۔ یہ صرف فاقے ہوں گے۔ ایک بھوک ہو گی کہ صبح سے شام تک نہ کھایا، نہ پیا.......... صرف روزے رکھنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ روزے ان تمام لوازمات کے ساتھ رکھنے ضروری ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اپنے روزوں کے معیار کو دیکھنا اور تقویٰ کی طرف قدم بڑھنے کا تبھی پتہ چلے گا جب اپنا محاسبہ کر رہے ہوں گے۔ دوسرے کے عیب نہیں تلاش کر رہے ہوں گے بلکہ اپنے عیب اور کمزوریاں تلاش کر رہے ہوں گے۔ یہ دیکھ رہے ہوں گے کہ آج میں نے کتنی نیکیاں کی ہیں یا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور کتنی برائیاں ترک کی ہیں، کتنی برائیاں چھوڑی ہیں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ہمیں اس طرح جائزہ لینا چاہئے کہ ہماری صبحیں اور ہماری راتیں ہماری نیکیوں کی گواہ ہونی چاہئیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ پس جب ہم اس طرح اپنی صبحوں اور شاموں سے گواہی مانگ رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ ہمارے گزشتہ گناہ بھی معاف ہو رہے ہوں گے اور آئندہ تقویٰ پر قائم رہنے اور مزید نیکیاں کرنے کی توفیق بھی مل رہی ہو گی۔ ورنہ ہمارے روزے بھوک اور پیاس برداشت کرنے کے علاوہ کچھ نہیں.................۔

اللہ کرے کہ ہم اس رمضان میں اسی طرح پاک ہو کر اور معصوم ہو کر نکلیں اور پھر یہ پاک تبدیلیاں بھی ہماری زندگیوں کا ہمیشہ حصہ بن جائیں................ اللہ کرے کہ حقیقت میں اس رمضان میں ہمارا تزکیہ نفس ہو اور روحانی حالت میں بہتری پیدا ہو اور آئندہ ہمارا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اکتوبر 2005ء)

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم آنے والے رمضان کی تمام تر برکتیں سمیٹنے والے ہوں، اس مہینہ میں جاری ہونے والے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں سے اپنی جھولیاں بھرنے والے ہوں اور اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کر کے اس کے حقیقی عبد بن سکیں تا آخرت میں ہمارے لئے خدا تعالیٰ کا یہ فرمان جاری ہو کہ ﴿فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾ لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب ہم اس مہینہ کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی تمام فضیلتوں سے پوری طرح آگاہ ہوں اور اس کی عبادتوں کو مذکورہ ہدایات کی روشنی میں ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرآن کریم کو پڑھنا سمجھنا اور غور کرنا ہر احمدی کا فرض ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"ایک احمدی کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے، سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود کی وضاحتوں سے یا پھر انہیں اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے۔ اور پھر اس پر عمل کرنا ہے تب ہی ان لوگوں میں شمار ہو سکیں گے جن کیلئے یہ کتاب ہدایت کا باعث ہے۔ ورنہ تو احمدی کا دعویٰ بھی غیروں کے دعوے کی طرح ہی ہو گا کہ ہم قرآن کو عزت دیتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک اپنا جائزہ لے کر یہ صرف دعویٰ تو نہیں؟ اور دیکھے کہ حقیقت میں وہ قرآن کو عزت دیتا ہے؟ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا اور قرآن کو عزت دینا یہی ہے کہ اس کے سب حکموں پر عمل کیا جائے۔ قرآن کی عزت یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض لوگ شیلفوں میں اپنے گھروں میں خوبصورت کپڑوں میں لپیٹ کر قرآن کریم رکھ لیتے ہیں اور صبح اٹھ کر ماتھے سے لگا کر پیار کر لیا اور کافی ہو گیا اور جو برکتیں حاصل ہونی تھیں ہو گئیں۔ یہ تو خدا کی کتاب سے مذاق کرنے والی بات ہے۔ دنیا کے کاموں کیلئے تو وقت ہوتا ہے لیکن سمجھنا تو ایک طرف رہا، اتنا وقت بھی نہیں ہوتا کہ ایک دو رکوع تلاوت ہی کر سکیں۔

پس ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود کی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہر حال ایک کام ہوا ہوا ہے کہ مختلف کتب اور خطابات سے، ملفوظات سے حوالے اکٹھے کر کے ایک جگہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں" یہ سچ ہے کہ اکثر ...... نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن پھر بھی قرآن سریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں ......اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اپنی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا کہ (۔) یعنی بے شک ہم نے اس ذکر (یعنی قرآن شریف) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔" (الحکم 17 نومبر 1905ء)

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بھی جو کچھ ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے اور برکت اس کے احکام پر عمل کرنے میں ہی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:" قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409 جدید ایڈیشن)

صحت مند جلد کے لئے زرّیں مگر آسان اصول

1۔صاف پانی خوب پیجئے۔ روزانہ آٹھ سے دس گلاس۔ گرم موسم میں یا ورزش والے دن آپ کو اس سے زیادہ کی بھی ضرورت ہو سکتی ہے۔ جلد کی شادابی کے لئے کافی مقدار میں پانی پینا لازمی ہے۔ گردوں کے ذریعے سمّی مادوں کے اخراج کے لئے بھی کافی پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

2۔اپنی غذا میں ریشے والی چیزیں خوب شامل کیجئے۔ اس سے آنتوں کے فعل میں باقاعدگی رہتی ہے اور جسم سے فضلے کے اخراج میں آسانی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ جنہیں جلد کے مسائل ہوتے ہیں قبض کے بھی مریض ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسی چیزیں کم کھاتے ہیں جن میں ریشہ زیادہ ہوتا ہے۔

3۔اپنی غذا میں خوب مانع تکسید چیزیں شامل کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس طرح خلیوں کے ضعف کی رفتار سست کرنے میں مدد ملے گی۔ تازہ پھل اور سبزیاں مانع تکسید قدرتی مقویات کے حصول کا بہترین ذریعہ ہیں۔

4۔ پروٹین اور کاربوہائیڈریٹ اگر علیحدہ علیحدہ کھانوں کے وقت کھائے جائیں تو قولون میں غیر ضروری تخمیر نہیں ہوتی اور خون میں مقویات کا جذب بڑھ جاتا ہے۔

5۔'بری' چکنائی ہمارے جسم کے لئے نقصان دہ ہے۔ لیکن بنیادی روغنی تیزاب (اچھی چکنائی) صحت مند جلد کے لئے لازمی ہیں۔ یہ روغنی تیزاب چوکر والے اناج، بیجوں، مغزیات (خشک میوے کی گری) سویا بین، ہرے پتوں والی سبزی، روغنی مچھلی (سرمئی، سامن، میکرل) اور السی، سورج مکھی، تل اور میٹھے کدو کے بیج سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

6۔صبح سویرے بستر سے اٹھنے کے بعد ہلکے گرم پانی کا ایک گلاس پی لیجئے۔ اس کے کچھ دیر بعد پھر گرم پانی میں لیموں نچوڑ کر پیئیں۔

7۔نمک سے بھی محتاط رہیں۔ کم ہی استعمال کریں۔ جسم میں سوڈیم زیادہ ہو تو جلد پھولنے لگتی ہے اور ورم آجاتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ایسے کھانوں سے بچئے جن میں مسالے زیادہ ہوں۔

8۔ایسی غذائی اشیاء میں کمی کر دیجئے جو شریانوں کی تنگی کا سبب بنتی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے بری اشیاء سرخ گوشت، دودھ سے بنی چیزیں، چوکر نکلا اناج، تلی ہوئی چیزیں اور وہ کھانے ہیں جن میں چربی یا بناسپتی گھی استعمال کیا گیا ہو۔

9۔ ہفتے میں تین بار چہرے اور دوسری جگہوں کی جلد پر شہد ملا جائے۔ شہد کو آدھا گھنٹے کے قریب جلد پر لگا رہنے دیں۔ پھر گرم پانی سے اسے دھو ڈالیں۔ اس طرح جلد نرم، لوچ دار اور تازہ رہے گی۔ (ہمدرد صحت۔ نومبر 2005ء)

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

کشمیری بزرگوں کے ایمان افروز واقعات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15/دسمبر 2004ء کی زینت کشمیر کے احمدی بزرگوں کے بعض ایمان افروز واقعات (مرسلہ: داؤد بھٹی صاحب) ہیں۔

☆ حضرت خواجہ عبدالرحمان صاحبؓ صوم وصلوٰۃ کے اس قدر پابند تھے کہ ایک بار جب ریاست جموں و کشمیر کے جنگلات کے افسر اعلیٰ پنڈت دیوی سرن ان کے علاقہ کا دورہ کررہے تھے تو دوران کام میں آپؓ نماز میں مشغول ہوگئے۔ پنڈت صاحب نے تعصب کی وجہ سے آپؓ کو معطل کر کے کہا کہ ان کو جا کر کسی مسجد کی امامت سنبھال لینی چاہئے کہ وہ رینج افسری کے اہل نہیں ہیں۔ خواجہ صاحب نے اپنا بستر بوریا باندھا اور اور اپنے گاؤں موضع آسنور خاموشی سے چلے گئے۔ ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ دیوی سرن افسر نے ہی آپؓ کی بحالی کے احکام صادر کردئے حالانکہ آپؓ نے بحالی کی نہ کوئی درخواست کی اور نہ کوئی سفارشی بھیجا۔

☆ حضرت سید ناصر شاہ صاحبؓ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو آپؓ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ رخصت لے کر قادیان میں پہنچے تو پتہ چلا کہ حضورؑ کو کتاب ''نزول المسیح'' کی طباعت کیلئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ آپ نے اسی وقت ڈیڑھ ہزار کی رقم جو حج بیت اللہ کیلئے جمع کی تھی، حضورؑ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ طباعت کے بقیہ اخراجات کشمیر جا کر ارسال کردیں گے۔ حضورؑ کو بھی آپؓ سے بہت محبت تھی۔ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے فرمایا: شاہ صاحب! حضرت صاحب جس طرح آپ سے محبت کرتے ہیں اسے دیکھ کر خدا کی قسم ہمیں تو رشک آتا ہے۔

☆ 1894ء میں جب سورج اور چاند گرہن کا نشان وقوع ہوا تو حضرت قاضی محمد اکبر صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کی تردید سے متعلق ایک کتاب کہیں سے ملی۔ اسی دوران حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ نے حضورؑ کی دو کتب بھی آپ کو بھجوائیں۔ ان کتب کی وصولی سے قبل آپ نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ آپ کو تین کتابیں پڑھنے کے لئے دی گئی ہیں۔ ان میں سے پہلی کتاب پڑھنے کے لئے آپ نے کھولی تو اس کے اندر گند بھرا ہوا ہے اور بدبو آرہی ہے۔ اس پر آپ نے وہ کتاب پھینک دی۔ پھر دو کتابوں کو دیکھا کہ ان سے نور کے شعلے نکل رہے ہیں۔ چنانچہ یہ رؤیا پورا ہونے پر آپ نے پہلے تحریری بیعت کی اور پھر جلد ہی قادیان پہنچ کر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کرلی۔

☆ حضرت چوہدری حیات بخش کے بیٹے مولوی اللہ دتہ نے جب اپنے والد محترم کو دعوت الی اللہ کی تو انہوں نے کہا کہ نبی اور ولی بڑی بڑی کرامتیں دکھاتے تھے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کی دعا سے میرا حقہ چھوٹ جائے تو میں احمدی ہوجاؤں گا۔

اتفاق تھا کہ اُسی دن چوہدری صاحب کو شدید بخار ہوا جو متواتر تین دن تک رہا۔ جب بخار اترنے پر آپ نے حقہ طلب کیا تو حقہ دیکھتے ہی آپ نے کہنا شروع کردیا کہ اسے دُور لے جاؤ، مجھ سے اس کی بدبو برداشت نہیں ہورہی۔ چنانچہ حقہ کو گھر سے باہر پھینکوا کر دَم لیا اور پھر اسی وقت احمدیت قبول کرلی۔

☆ مکرم شیخ غلام نبی صاحب کو پتھری کی شکایت تھی جس سے بڑی پریشانی تھی۔ علاج سے کوئی افاقہ نہیں ہوتا تھا۔ آخر ایک دفعہ دعا کی کہ اے اللہ! میں تیرے مسیح کو ماننے والا ہوں مجھے شفا دیدے۔ فرماتے تھے وہ رات روتے روتے گزاری تھی۔ صبح خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ پیشاب کے ساتھ مکئی کے دانے کے برابر پتھری خود بخود خارج ہوگئی اور مجھے شفا ہوگئی۔

آئن سٹائن کی کہانی

ماہنامہ ''خالد'' جون 2005ء میں مکرمہ ریحانہ صدیقہ بھٹی صاحبہ کے قلم سے عظیم سائنس دان آئن سٹائن کی کہانی شائع ہوئی ہے۔

البرٹ آئن سٹائن 14/مارچ 1879ء کو جرمنی کے صوبہ Wuttembug کے شہر Ulm میں پیدا ہوا۔ چند ہفتوں بعد اس کا خاندان میونخ (سوئٹرزلینڈ) منتقل ہوگیا۔ اس کے والد بجلی کے آلات کا کاروبار کرتے تھے اور یہودی النسل تھے لیکن مذہب سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ 1886ء میں آئن سٹائن نے اپنا سکول شروع کیا۔ اسے ریاضی اور فزکس میں شروع ہی سے دلچسپی تھی۔ اس نے کیلکولس (calculus) بہت چھوٹی عمر میں بغیر استاد کے پڑھا۔ اگرچہ اس کا شمار اچھے طلبا میں ہوتا تھا لیکن اس کے تعلیمی ریکارڈ میں بظاہر کوئی کارنامہ نظر نہیں آتا۔ ایک مرتبہ یونانی کے ایک استاد نے اسے کہا ''تم کبھی بھی کچھ نہ بن پاؤ گے''۔

1894ء میں اس کا خاندان اٹلی منتقل ہوگیا۔ لیکن آئن سٹائن کو تعلیمی وجوہات کی بنا پر میونخ ہی میں رہنا پڑا۔ 1896ء میں اس نے سوئس فیڈرل پولی ٹیکنیک سکول میں داخلہ لیا اور یہاں فزکس اور ریاضی کے استاد کے طور پر ٹریننگ لی۔ یہ چار سال کا کورس تھا اور کلاسوں میں حاضری پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ لہٰذا وہ زیادہ تر وقت لیبارٹری میں گزارتا۔ 1900ء میں اس نے اپنا ڈپلومہ مکمل کرلیا لیکن وہ کسی ملازمت کے حصول میں ناکام رہا۔ آخر 1902ء میں اسے اپنے دوست گراس مین کے والد کی وساطت سے ایک ٹیکنیکل اسسٹنٹ کی ملازمت مل گئی۔ آئن سٹائن کا یہ دوست جلد ہی فوت ہوگیا لیکن آئن سٹائن اُس کے احسان کو کبھی نہ بھولا اور 1905ء میں Ph.D. کے اپنے مقالہ کا انتساب بھی اُسی کے نام لکھا۔ اس مقالہ کا عنوان On A New Determination Of Molecular Dimenesions تھا۔

آئن سٹائن نے ایجادات کے دفتر میں ملازمت 1909ء تک کی۔ 1905ء میں جرمنی کے مشہور سائنسی جریدے ''انالن ڈرفزک'' میں اس کے تین مقالے بھی شائع ہوئے۔ 1908ء میں اس نے ایک مقالہ برن یونیورسٹی کو بھجوایا جس پر اسے وہاں لیکچرشپ مل گئی۔ 1909ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کے طور پر زیورخ یونیورسٹی میں چلا گیا۔ یہیں سے اس کی شہرت کا آغاز ہوا اور جلد ہی وہ ایک بڑے مفکر سائنسدان کے طور پر پہچانا جانے لگا۔ پھر اسے پراگ یونیورسٹی اور سوئس فیڈرل انسٹی ٹیوٹ میں پروفیسرشپ مل گئی۔ 1914ء میں وہ قیصر ولیم Gesellschaft (برلن) میں پروفیسر کے طور پر بلالیا گیا اور ساتھ ہی Prussian Academy Of Sciences میں ریسرچ پوزیشن اور یونیورسٹی آف برلن میں چیئرمین شپ بھی مل گئی۔

1919ء میں جب برطانیہ میں سورج گرہن لگا تو آئن سٹائن کی نظریہ ثقل کے بارہ میں پیشگوئی درست ثابت ہوئی اور اس کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ 1922ء میں اسے (1921ء کا) نوبل انعام ملا جو اس کے 1905ء کے فوٹو الیکٹرک سے متعلق کام پر دیا گیا۔

آئن سٹائن فاشزم کا مخالف تھا۔ جب 1933ء میں جرمنی میں نازی حکومت برسراقتدار آئی تو اس نے آتے ہی آئن سٹائن کے گھر کی تلاشی لی۔ چنانچہ آئن سٹائن جو دسمبر 1932ء میں امریکہ کے دورہ کے لئے گیا تھا واپس جرمنی نہ آیا اور پھر وفات تک وہیں مقیم رہا۔ اس کی وفات 18/اپریل 1955ء کو شام 4 بجے نیوجرسی امریکہ میں ہوئی۔ اپنی وفات سے ایک ہفتہ پہلے جو آخری خط اس نے لکھا وہ برٹرینڈ رسل کے نام تھا۔ جس میں اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ تمام ممالک کو ایٹمی ہتھیار ترک کرنے کے معاہدے پر دستخط کرنے چاہئیں۔

آئن سٹائن کا شمار جدید طبیعات کے بانی سائنسدانوں میں ہوتا ہے۔ اس نے فزکس میں نئے تصورات کی بنیاد رکھی۔ اس کے مشہور تحقیقی کاموں میں خصوصی نظریۂ اضافیت (1905ء)، عمومی نظریۂ اضافیت (1912ء)، براؤنی حرکت کے نظریہ پر تحقیق (1926ء) اور طبیعات کا ارتقاء (1938ء) شامل ہیں۔ جبکہ اس نے غیر سائنسی موضوعات پر بھی قلم اٹھایا۔ جن میں About Zionism 1930ء، جنگ کیوں؟ 1933ء، میرا فلسفہ 1934ء اور Out of my later years 1905ء شامل ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے جب پانچ ماہ کی مختصر مدت میں اپنا Ph.D. کا کام مکمل کر کے عالمگیر شہرت حاصل کی تو اُن کا یہ مقالہ ڈائسن کے پاس ماہرانہ جانچ پرکھ کے لئے پرنسٹن انسٹی ٹیوٹ آف سٹڈیز امریکہ بھجوایا گیا۔ آئن سٹائن ان دنوں امریکہ میں سکونت پذیر تھا۔ اس وقت اس کی عمر 72 سال تھی۔ ڈاکٹر صاحب اس ملاقات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں: ''...... وہ تھوڑی دیر کے لئے انسٹی ٹیوٹ میں آتے تھے۔ ہم ان کے مکان کے باہر کھڑے ہوجاتے۔ جب وہ اپنے گھر سے باہر آتے تو ہم انہیں انسٹی ٹیوٹ تک لے جاتے۔ اور کچھ دیر بعد انھیں ان کے گھر واپس لے جاتے۔ ایک مرتبہ جب ہم ان کے مکان کے باہر کھڑے ہوئے تھے تو انھوں نے میری طرف دیکھ کر مجھ سے پوچھا تھا 'تم کیا کرتے ہو؟' اس پر میں نے کہا کہ 'میں نارملائزیشن پر کام کررہا ہوں'۔ انھوں نے کہا 'I am not interested' پھر انھوں نے مجھ سے دریافت کیا 'کیا تمہیں کششِ ثقل اور برقی مقناطیسی قوتوں کے اتحاد میں دلچسپی ہے؟' مجھے چونکہ اس وقت کوئی دلچسپی نہیں تھی اس لئے میں خاموش کھڑا رہا۔ پھر انھوں نے اپنی تھیوری کے بارے میں آدھے گھنٹے تک لیکچر دیا۔ جسے ہم خاموش کھڑے سنتے رہے۔ ......بعض اوقات مائیں اپنے بچوں کو وہاں لے کر آتی تھیں اور وہ ان بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

روپے پیسے سے آئن سٹائن کو کوئی خاص رغبت نہ تھی۔ اس نے کبھی راحت و آرام کو مقصد نہیں بنایا۔ اسے مال و دولت اکٹھا کرنے سے جوانی سے ہی نفرت تھی۔ وہ بحیثیت مجموعی منکسر المزاج انسان تھا لیکن شاید عزت، شہرت نے وقت کے ساتھ اس پر اپنے اثرات چھوڑے تھے اور ایک وقت میں اس میں کچھ تبدیلیاں آگئی تھیں۔

وہ اپنے آپ کو کسی ملک کا باشندہ نہیں سمجھتا تھا۔ اور نہ اس نے کبھی گہرے انسانی رشتوں کو زیادہ اہمیت دی۔ زیادہ عرصہ اکیلے ہی رہا۔ اس کی پہلی شادی 1903ء میں ہوئی۔ اور 1919ء میں اس کی طلاق ہوئی۔ اس شادی سے اس کے دو بیٹے تھے جن میں سے ایک بچپن میں ہی ذہنی طور پر معذور ہوگیا تھا۔ جبکہ دوسرا بیٹا انجینئر تھا۔ دوسری شادی 1919ء میں ہوئی۔

ایک بہت اہم لمحہ جو آئن سٹائن کی زندگی میں آیا وہ اسرائیل کی طرف سے صدارت کے عہدے کی پیشکش تھی۔ 1952ء میں اسرائیل کے پہلے صدر کی وفات ہوئی، وہاں کی حکومت نے فیصلہ کیا کہ دوسرے صدر کے لئے آئن سٹائن کو پیشکش کی جائے جو اُس نے مسترد کردی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9 مئی 2005ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

رنگ برساتے نظاروں کو سمجھ
دھوپ، سورج، چاند، تاروں کو سمجھ
ہر طرف پھیلے ہوئے اسرار دیکھ
اس جہاں کے استعاروں کو سمجھ
چار سُو پھیلے ہیں فطرت کے رموز
کوہساروں، سبزہ زاروں کو سمجھ
دیکھنا ہے گر تمہیں اپنا وجود
حسرتوں کی یادگاروں کو سمجھ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
29th September 2006 – 5th October 2006

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 29th September 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA International Jama'at News
01:30 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded in 1992.
03:15 Ramadhan Programme: A Question and Answer session.
04:35 Seerat-un-Nabi (saw)
05:35 MTA Variety: A quiz programme on various topics, hosted by Raja Burhan Ahmed.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA International Jama'at News
08:40 Indonesian service
09:45 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 22nd March 1992.
12:00 LIVE Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, From Baitul Futuh.
13:10 Dars-e-Hadith
13:20 MTA International Jama'at News
14:00 Bengali Service
15:00 Friday Sermon [R]
16:00 Tilaawat
17:50 Seerat-un-Nabi (saw)
18:30 Arabic Service
20:30 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 22nd March 1992. [R]
22:20 Friday Sermon [R]
23:25 Tilaawat

Saturday 30th September 2006

00:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
01:40 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 22nd March 1992.
03:25 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 29th September 2006.
04:35 Dars-e-Hadith
04:50 Seerat-un-Nabi (saw)
05:30 MTA Travel: A visit to the capital of Greek, Athens and the sights of the city.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith
07:30 Ramadhan and Its Issues: A discussion on importance, blessings and related issues of ramadhan.
08:00 MTA International Jama'at News
08:35 Friday Sermon [R]
09:45 Indonesian Service
10:50 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 29/03/1992.
12:40 Dars-e-Hadith
13:00 MTA International Jama'at News
13:30 Bangla Schomprochar
14:35 Question and Answer: A question and answer session addressing issues related to ramadhan.
15:40 Seerat-un-Nabi (saw)
16:20 Tilaawat
18:00 Kehkashan: A discussion programme on the topic of fast.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International Jama'at News
21:00 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 29/03/1992. [R]
23:00 Tilaawat

Sunday 1st October 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith
00:30 Kehkashan: A discussion programme on the topic of fast.
01:00 MTA International Jama'at News
01:30 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 29/03/1992.
03:20 Tilaawat
03:30 Dars-e-Hadith
03:45 Seerat-un-Nabi (saw)
04:35 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 29th September 2006.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
08:35 Children's Class with Huzoor. Recorded on 5th March 2005.
09:45 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 04/04/1992.
12:55 Dars-e-Hadith
13:15 MTA International News Review
13:45 Bangla Schomprochar
14:45 Seerat-un-Nabi (saw)
15:55 Tilaawat
17:50 MTA Travel: A visit to Cairo, including a trip down the Nile, tour of the pyramids, the museum and the old Islamic sites of the city.
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 170, Recorded on: 05/06/1996.
20:35 MTA International News Review
21:10 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 04/04/1992.[R]
23:00 Tilaawat

Monday 2nd October 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith, MTA News Review
01:15 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 04/04/1992.
03:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 29th September 2006.
04:20 Tilaawat
04:45 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA International Jama'at News
08:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 6th March 2005.
09:45 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 27th February 1993.
12:30 Dars-e-Hadith
12:55 MTA International Jama'at News
13:30 Bangla Schomprochar
14:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on: 28/10/2005.
15:30 Seerat-un-Nabi (saw)
16:05 Tilaawat
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 171, Recorded on: 06/06/1996.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 27th February 1993. [R]
22:10 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
23:00 Tilaawat

Tuesday 3rd October 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review Special
01:30 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 27th February 1993.
02:45 Tilaawat
03:00 Dars-e-Hadith
03:20 Seerat-un-Nabi (saw)
04:05 Medical Matters: A health programme on the topic of Tuberculosis and Asthma.
04:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 6th March 2005.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review Special
08:40 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 12th March 2005.
09:40 Indonesian Service
11:05 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 28th February 1993.
12:30 Dars-e-Hadith
12:50 MTA International News Review Special
13:20 Bangla Schomprochar
14:20 Seerat-un-Nabi (saw)
15:05 Jalsa Salana USA 2006: Concluding Address, delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community from London Mosque, UK. Recorded on 3rd September 2006.
16:05 Tilaawat
18:05 Learning Arabic: Programme No. 3
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 28th February 1993. [R]
22:50 Learning Arabic: Programme No. 3 [R]
23:10 Tilaawat

Wednesday 4th October 2006

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA International Jama'at News
01:40 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 28th February 1993.
03:10 Tilaawat
03:30 Dars-e-Hadith
03:55 Seerat-un-Nabi (saw)
04:40 Jalsa Salana USA 2006: Concluding Address, delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community from London Mosque, United Kingdom. Recorded on 3rd September 2006.
05:40 Learning Arabic: Programme No. 2
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
08:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 13th March 2005.
09:45 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 6th March 1993.
12:30 Dars-e-Hadith
13:00 MTA International Jama'at News
13:30 Bangla Schomprochar
14:35 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Germany, on the responsibilities of Ahmadis in the present time. Recorded on: 3rd September 1982.
14:50 Seminar: Seminar on the different schemes of Hadhrat Mirza Nasir Ahmad, Khalifatul Masih III. Guest Include Abdul Sami Khan.
15:30 Seerat-un-Nabi (saw)
16:00 Tilaawat
17:45 Australian Documentary: A special Eid cooking programme showing the preparation of various desserts.
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 172, Recorded on: 11/06/1996.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 6th March 1993. [R]
22:30 Australian Documentary [R]
23:05 Tilaawat

Thursday 5th October 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA International Jama'at News
01:30 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 6th March 1993.
03:10 Tilaawat
03:20 Dars-e-Hadith
03:40 Seerat-un-Nabi (saw)
04:50 Australian Documentary: A special Eid cooking programme showing the preparation of various desserts.
05:25 Jalsa Speeches: An English speech delivered by Bilal Atkinson about "The Islamic concept of Jihad" on the occasion of Jalsa Salana UK, recorded on 28th July 2002.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review Mid-Week
08:35 Children's Class with Huzoor. Recorded on 19th March 2005.
09:50 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: An in depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), during the month of Ramadhan. Recorded on 7th March 1993.
12:35 Dars-e-Hadith
12:55 MTA News Review Mid-Week
13:30 Bengali Service
14:30 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to India.
15:35 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
16:05 Tilaawat
17:55 MTA Variety: A quiz programme on various topics, hosted by Raja Burhan Ahmed.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA News Review Mid-Week
21:05 Dars-ul-Qur'an, recorded on 07/03/1993 [R]
23:00 Tilaawat

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 Friday September 22, 2006 Issue No. 38

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

سید سلیمان ندوی علامہ شبلی کے شاگرد تھے اور علامہ شبلی بانی جماعت احمدیہ کے مداح تھے جس کا کھلا اظہار انہوں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے فرمایا تھا۔

خود ندوی صاحب کے مطبوعہ مکتوب 23 ستمبر 1929ء سے ظاہر ہے کہ وہ اسلامی فقہ میں مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کو مستند شخصیت سمجھتے تھے۔ چنانچہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے نام مسئلہ نکاح نابالغہ کے تعلق میں لکھا:

''مَیں نے اپنی یہ رائے مولانا کفایت اللہ اور مولانا محمد علی لاہوری کو لکھ کر بھیجی تھی''۔

(سید سلیمان ندوی کے خطوط صفحہ252)

ندوی صاحب کے جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن کے گوہر نایاب نواب اکبر یار جنگ ہوم سیکرٹری حکومت آصفیہ کے ساتھ بھی گہرے روابط و مراسم تھے۔ اوران کے ذریعہ ریاست میں کسی عہدہ یا منصب کی تلاش میں تھے جیسا مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی نے نواب صاحب کے ذکر میں بھی اعتراف کیا ہے۔

(ایضاً حاشیہ صفحہ 296)

۞۞۞۞۞۞

سلیمان ندوی صاحب کی مذہبی قلابازی

قارئین حیران ہوں گے کہ نواب اکبر یار جنگ صاحب کے حضور کاسۂ گدائی پیش کرنے والے ندوی صاحب ہی تھے جنہوں نے صدر تعلیمات اسلامی بورڈ پاکستان کی حیثیت سے حکومت پاکستان سے مطالبہ فرمایا کہ احمدی غیر مسلم اقلیت قرار دئے جائیں۔ چنانچہ فسادات 1953ء کی تحقیقاتی عدالت کے فاضل ججان اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں:

''یہ امر بے حد تعجب انگیز ہے کہ تعلیمات اسلامی کا بورڈ بھی جو ایک حکومتی ادارہ ہے اس ڈائریکٹ ایکشن کے کاروبار میں ازسرتا پا کود پڑا۔ مولانا سلیمان ندوی (صدر) مولانا ظفر احمد انصاری (سیکرٹری) اور مولانا محمد شفیع ممبر بورڈ ان قراردادوں میں شامل تھے جو ڈائریکٹ ایکشن اور مجلس عمل کے قیام کے متعلق منظور کی گئی تھیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ تمام حضرات حکومت کے ملازم ہیں اور معقول مشاہرے وصول کر رہے ہیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ علماء اپنی ہی دنیا میں زندگی بسر کرتے ہوں اور سب امور کو اپنے ہی معیاروں پر جانتے ہوں لیکن کوئی ایسا اصول ہم کو کسی نے اب تک نہیں سمجھایا جس کے ماتحت کوئی شخص دیانتداری سے حکومت کا ملازم بھی رہے، سرکاری خزانے سے معقول تنخواہ بھی وصول کرے اور اس کے ساتھ ہی ایک ایسی تحریک میں شامل ہو جو اسی حکومت کے خلاف بغاوت سے کم نہو''۔

(رپورٹ صفحہ260-261)

۞۞۞۞۞۞

آنحضرتؐ خاتم الانبیاء کی دو رُخاپن پر وعید شدید

جناب ندوی صاحب اپنی کتاب ''سیرت النبیؐ'' کی جلد ششم میں ''دورُخاپن'' کے زیرعنوان رقمطراز ہیں:

''اگر دو شخصوں میں اختلاف ہوتو ایک شخص خلوص و صداقت کے ساتھ دونوں سے تعلقات رکھ سکتا ہے۔ لیکن اس قسم کے تعلقات میں دورخاپن نہیں پایا جانا چاہئے۔ یعنی دونوں کا دوست بن کر ایک کی بات دوسرے تک پہنچا کر دونوں کے تعلقات کو اور زیادہ خراب کرنا نہیں چاہئے بلکہ یہ بداخلاقی، چغلخوری سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ چغل خور صرف ایک کی بات دوسرے تک پہنچاتا ہے۔ اور دو رُخاپن آدمی دونوں کی بات ایک دوسرے تک پہنچاتا ہے۔

دو رخے پن کے لئے صرف ایک کی بات دوسرے تک پہنچانا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر ایک شخص سامنے ایک کی تعریف کرے اوراس کے پاس سے نکلے تو اس کی ہجو کرنے لگے تو بھی وہ دو رُخا کہلائے گا۔ نفاق میں جو خصوصیات پائی جاتی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو بھی نفاق سمجھتے تھے۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا گیا کہ 'ہم لوگ امراء اور حکام کے پاس جاتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں اور جب ان کے یہاں سے نکلتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں''۔ بولے: ہم لوگ عہد رسالت میں اس کا شمار نفاق میں کرتے تھے۔ اور قرآن مجید میں بھی نفاق کی یہ خاص علامت بیان کی گئی ہے۔ ﴿وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (البقرۃ: 15)۔ اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے تو کہتے ہیں ہم (بھی تو) ایمان لا چکے ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مسلمانوں کو بناتے ہیں۔

معاشرتی اور دنیوی حیثیت سے اس قسم کے اخلاقی منافقوں کو اردو میں دو رخا اور عربی میں ذوالوجہین کہتے ہیں اور احادیث میں اس قسم کے لوگوں کے لئے وعید شدید آئی ہے۔ مثلاً فرمایا: ''قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے بُرا دورخے کو پاؤ گے جو کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رُخ اور ہوتا ہے اور دوسروں کے پاس جاتا ہے تو اور''۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

''دنیا میں جس کے دورُخ ہوں گے قیامت کے دن اس کے منہ میں دوزبانیں ہوں گی''۔ یہ گویا اس کی اس عادت ذمیمہ کی تمثیل ہوگی کہ وہ لوگوں سے دورنگ کی باتیں کیا کرتا تھا۔

(بخاری کتاب الادب، باب ماقیل فی ذوالوجہین وصحیح مسلم و مالک۔ابودائود کتاب الادب باب ذی الوجہین)

۞۞۞۞۞۞

''سفیر اسلام'' کہلانے والے خود مسلمان نہیں

مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی نے ندوی صاحب سے ایک بار سوال کیا کہ: **''آخر یہ کیا بات ہے کہ احیاء اسلام کے لئے جتنی بھی تحریکیں اٹھتی رہیں بالآخر سب کا انجام ناکامی ہی پر ہوتا ہے؟** جناب ندوی صاحب نے بھوپال سے یہ جواب بھجوایا کہ:

''آپ نے جس عقدہ کا حل مجھ سے چاہا ہے اس کے حل کرنے کے اہل تو آپ ہی ہیں کہ آپ کی نظر مشرق و مغرب پر ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ توضیح ہے **کہ لوگ اسلام کا نام لے کر اٹھے مگر مسلمان ہوکر نہیں اٹھے**، اب بھی یہی ہورہا ہے کہ شیر کی کھال اوڑھ کر شیر بننا چاہتے ہیں۔ جو دیندار ہیں وہ دنیا سے جاہل اور جو دنیادار ہیں وہ دین سے عاطل۔

(سید سلیمان ندوی کے خطوط صفحہ219مع حاشیہ)

لسان العصر شاعر طنّاز حضرت اکبر الہ آبادی کا یہ شعر اسی طائفہ سے متعلق معلوم ہوتا ہے اور خوب چسپاں ہوتا ہے ؎

مذکر ہی(He) کو کہتے ہیں، مؤنث شی(She) کو کہتے ہیں
مگر حضرت مخنّث ہیں نہ ''ہی اوں'' میں نہ ''شی اوں'' میں

۞۞۞۞۞۞

حضرت مصلح موعودؓ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا چلتا پھرتا نشان تھے۔ اگرچہ آپ پرائمری پاس بھی نہ تھے مگر جناب الٰہی نے آپ کو ظاہری و باطنی علوم کے آسمان کا چاند بنا دیا جس پر وہ بے شمار خطوط و مکاتیب بھی شاہد ناطق ہیں جو حضور نے مختلف دینی، علمی، تاریخی اور عالمی مسائل پر سوالات کے جواب میں تحریر فرمائے۔ ذیل میں بطور نمونہ الفضل 23 دسمبر 1920ء کے صفحہ 7 سے تین سوالوں کے جوابات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔

حصول اولاد کا روحانی طریق

ایک دوست نے حضور کی خدمت میں یہ استفسار پیش کیا کہ حصول اولاد کا روحانی طریق کیا ہے۔ اس کے جواب میں حضورؓ نے لکھوایا کہ:

''روحانی طریقہ تو وہی ہے جو حضرت زکریاؑ نے استعمال کیا تھا (سورۃ مریم رکوع اوّل)۔ آپ ایک بچہ پالیں۔ اس کو دین کی تعلیم دیں۔ خدا کی محبت اس کے دل میں پیدا کریں۔ خدا کا ذکر اس کی زبان پر زیادہ جاری رہے''۔

۞۞۞۞۞۞

نماز میں تسلی کس طرح ہوسکتی ہے؟

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں سوال کیا کہ نماز پڑھتا ہوں مگر تسلّی نہیں ہوتی۔ حضور نے اس کا یہ جواب دیا ہے:

''تسلّی کا یہ ذریعہ ہے کہ وضو اچھی طرح سے کرے۔ پھر نماز کے بعد کچھ دیر استغفار پڑھے۔ سنتیں پہلی اور پچھلی اچھی طرح توجہ اور سنوار کر پڑھے۔ نماز اچھی طرح ٹھہر ٹھہر کر اور معنے سمجھ کر پڑھے۔ پھر بھی اگر اپنے دل میں سکون اور اطمینان نہ پائے تو گھبرائے نہیں بلکہ بار بار ایسا ہی کرے کیونکہ یہ ایک دو دن کا کام نہیں بلکہ تمام عمر کرنے کا کام ہے''۔

۞۞۞۞۞۞

دنیوی تفکرات کس طرح کم ہوسکتے ہیں

ایک صاحب نے عرض کیا کہ خادم بوجہ دنیوی تفکرات کے دینی فرائض کے ادا کرنے میں سست ہو گیا ہے۔ برائے خدا دنیوی تفکرات کے دور کرنے کی کوئی تجویز فرماویں۔ حضور نے لکھایا:

''دنیوی تفکرات تو اسی صورت میں کم ہوسکتے ہیں کہ دنیا کی محبت کم ہو۔ کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جو دنیا کے کمانے کی فکر میں پڑا ہو اور پھر اس نے کہا ہو کہ مجھے دنیا کافی مل گئی ہے۔ لیکن ان میں جو لوگ خدا کی محبت کے پیچھے پڑے ہوں ایسے آدمی نظر آتے ہیں جو اپنے دنیوی حصہ پر شاکر ہیں اور اس پر خوش ہیں۔ دنیاوی فکروں سے بچنے کی ایک ہی دوا ہے کہ انسان دنیا کو اتنی ہی عظمت دے جس عظمت کی وہ مستحق ہے۔

۞۞۞۞۞۞

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (٦۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)